جاءَ الحقُّ وزهقَ الباطِلُ

حق آیا اور باطل مٹ گیا

احقاقِ حق

ابطالِ باطل

ازقلم امینِ شریعت حضرت مفتی محمد اسرائیل رضوی مصباحی فخرِ نیپال

ترتیب و تخریج

عبدالرحیم ثمر مصباحی

ناشر

شعبہ نشرواشاعت دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین

علی پٹی، مہوتری، نیپال

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ
بسم اللہ الرحمن الرحیم
حق آیا اور باطل مٹ گیا

احقاق حق وابطال باطل

از قلم

امین شریعت حضرت مفتی محمد اسرائیل رضوی مصباحی فخر نیپال

ترتیب وتخریج

عبد الرحیم ثمرؔ مصباحی

ناشر

شعبۂ نشرواشاعت دار العلوم قادریہ مصباح المسلمین
علی پٹی، مہوتری، نیپال

نام کتاب	:	احقاق حق وابطال باطل
ازقلم	:	حضرت علامہ مفتی اسرائیل رضوی مصباحی فخر نیپال
ترتیب وتخریج	:	عبدالرحیم ثمر مصباحی
پروف ریڈنگ	:	مولانا محمد فضل یزدانی امجدی
اِشاعت اول	:	۲۰۱۵ء/۱۴۳۷ھ
تعداد صفحات	:	۶۴
تعداد	:	۱۱۰۰
ناشر	:	شعبۂ نشر واشاعت دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین
بتعاون	:	الحاج حافظ محمد قمرالدین ابن الحاج محمد نبی بخش علی پٹی
		وجناب زاہد کواری ابن عبداللطیف برداہاٹولہ

کتاب ملنے کے پتے مع رابطہ نمبرات

☆ دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی، مہوتری، نیپال

☆ دارالعلوم محمدیہ برکاتیہ برکت نگر بھمر پورہ، مہوتری، نیپال

☆ دارالعلوم رضویہ اصلاح المسلمین بھمر پورہ، مہوتری، نیپال

☆ مدرسہ حنفیہ برکاتیہ جانکی نگر جنک پور، دھنوسہ، نیپال

☆ مدرسہ قادریہ غوثیہ مرغیا چک سیتامڑھی، بہار

☆ فیضی کتاب گھر، مہسول چوک، سیتامڑھی، بہار +919199704786

☆ چشتیہ کتب خانہ پٹھیا بازار جانکی نگرے جنک پور +9779807826900

☆ آزاد بک اسٹورس باٹا چوک مدھوبنی، بہار، ہند +919852682277

☆ حسن بستر الے، قادری چوک، پرڑیا، مہوتری +9779807669741

شرف انتساب

ان والدین کے نام جن کی شفقتیں، محبتیں اور نیک دعائیں
اولاد کو کسی قابل بناتی ہیں

بالخصوص

اپنے والدین کریمین کے نام

جن کی شفقت ومحبت اور دعاؤں نے حقیر کو شعور وآگہی بخشی۔

ثمرؔ مصباحی

تقریظ جلیل

قائد ملت مناظر اعظم حضرت علامہ **مفتی عبدالمنان** صاحب **کلیمی مدظلہ العالی**

بانی وسربراہ اعلی مجوزہ اسلامیہ کلیمیہ یونیورسٹی

براہی، سُرسنڈ، ضلع سیتامڑھی۔ بہار

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

یہ اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو عالم ربانی ہوتا ہے وہ علمی وشرعی اعتبار سے اپنے دور کے نامساعد حالات سے ضرور ٹکراتا ہے اور ہر اس طاغوتی طاقت کا دندان شکن جواب دیتا ہے جو اسلام وسنت اور مسلک حق وصداقت کے مدمقابل ہو۔ جب ہم امین شریعت فخر نیپال استاذ العلما ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مفتی محمد اسرائیل صاحب رضوی مصباحی مدظلہ العالی کی علمی وعملی اور روحانی شخصیت اور ان کی ہمہ گیر جماعتی خدمات کا سرسری جائزہ بھی لیتے ہیں تو ہم اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہتے کہ اس وقت شمالی بہار اور ملک نیپال میں کسی ذات گرامی کو شریعت وطریقت کا امین، سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک حق کا سچا داعی وترجمان، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت کے علوم ظاہرہ کا وارث، سلسلہ عالیہ برکاتیہ کا روحانی ستون، مفتی شرع، قاضئ اسلام، مناظر کبیر، صاحب القلم، مصنف شہیر، مدرس اعظم، خطیب دوراں، نقیب العلما، قدوۃ المشائخ، زبدۃ العرفاء، مرشد برحق، عالم ربانی، فاضل یزدانی اور قائد باعمل کہا اور سمجھا جاسکتا ہے تو وہ حضرت فخر نیپال ہیں۔

فقیر راقم السطور نے حضرت فخر نیپال کی قائدانہ ومجاہدانہ علمی وعملی سرگرمیوں

کو بڑے قریب سے دیکھا ہے اور یہ پایا ہے کہ عوام وخواص اہل سنت اور علما و مشائخ ملک وملت میں کسی کو سرخیل جماعت اہل سنت ہونے کا شرف حاصل ہے تو وہ آپ کی شخصیت ہے۔ جس کی ایک معمولی جھلک فاضل گرامی جناب مولانا عبد الرحیم صاحب ثمرؔ مصباحی زیدحبہ واطال اللہ عمرہ نے زیرنظر رسالہ میں پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ میں نے بالاستیعاب اس رسالہ کو پڑھا اور اس کے دلائل قاہرہ کو جان کر میں نے یہی سمجھا کہ بلا شبہ یہ حضرت فخر نیپال کا خاص حصہ تھا جس کو آپ نے پورے اذعان ویقین اور علمی وفکری شان وشوکت کے ساتھ معترضین ومعاندین کے ساتھ عام قارئین کے حوالہ فرمایا ہے۔ میری تمام تر نیک دعائیں بہتر تمنائیں جناب ثمرؔ مصباحی صاحب کے ساتھ ہیں جنھوں نے اس رسالہ کو حسنِ ترتیب واشاعت سے مزین کر کے ایک مسلکی وعملی اور اشاعتی فریضہ انجام دیا ہے۔ میری مخلصانہ مبارک بادیاں بھی ان کے اور ان کے تمام احباب واعوان کے ساتھ ہیں۔

دعا ہے کہ رب کریم اپنے محبوب حضور اقدس ﷺ کے صدقہ وطفیل حضرت فخر نیپال مدظلہ العالی کو صحت وسلامتی اور درازگی عمر عطا فرمائے اور اس رسالہ نافعہ کو مقبولِ عوام وخواص بنائے۔ آمین ثم آمین!

وما توفیقی الا باللہ

فقیر ابوالضیاء محمد عبدالمنان عفی عنہ

قاضی شہر مرادآباد وصدر مجلس علماے ہند

ونزیل در دولت عزت مآب سید ضیاء احمد صاحب رضوی بخاری جزیرۃ العرب، قطر

بتاریخ ۳۰/اگست ۲۰۱۵ء

آغاز سخن

زیر نظر کتاب فخر ملت امین شریعت حضرت علامہ مفتی محمد اسرائیل رضوی مصباحی فخر نیپال دامت برکاتہم العالیہ کی ان تحریروں کا مجموعہ ہے جو احقاق حق وابطال باطل اور فروغ اہل سنت و جماعت کے جذبے کے تحت معرض وجود میں آئیں۔ان تحریروں کو تین ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔اور ہر باب کے تحت آپ کی تحریر اور اس کے محرکات اور پس منظر کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ہم یہاں ان تحریروں کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

پہلی تحریر آج سے بارہ سال قبل آل نیپال سنی جمعیۃ العلما کے پلیٹ فارم سے بشکل پوسٹر شائع کی گئی تھی۔یہ پوسٹر غیر مقلد مولوی عظیم الدین آگے پوری اور مولوی رحمت اللہ برداہوی کے بے جا بکواس کے جواب میں تھا۔اس میں اولاً دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے عقائد باطلہ کو انھیں کی کتابوں سے بیان کیا گیا ہے۔ساتھ ہی اہل سنت و جماعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تشریح وتوضیح بیان کی گئی ہے اور اخیر میں اہل علاقہ کو عظیم الدین آگے پوری اور رحمت اللہ برداہوی کی گمرہی اور بد عقیدگی سے واقف کرایا گیا ہے۔

دوسری تحریر آپ کے عم زادہ مولانا نعیم الدین کے شکوک وشبہات اور ان کے جوابات پر مشتمل ہے۔حضور اکرم ﷺ کی غیب دانی،اختیارات اور بشریت کے تعلق سے ان کے شبہات کا قرآن وحدیث اور اقوالِ ائمہ وفقہا سے مدلل ومبرہن جواب دیا گیا ہے۔

آخری تحریر مسلمانوں کے سیاسی رہنما مانے جانے والے ڈاکٹر محمد محسن

کاٹھمنڈو جو کہ خاندان کشمیری سے تعلق رکھنے والے اور شاہی حکومت کے قریبی تھے، ان کے ایک انٹرویو کے رد میں ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے اپنے انٹرویو میں کہا تھا کہ نماز کے لیے مسجد میں جانا ضروری نہیں اور گائے کھانے یا ذبح کرنے کا ذکر قرآن میں نہیں، حضرت فخر نیپال دام ظلہ نے قرآن وحدیث سے اس مسئلہ کی مکمل وضاحت فرما کر ان کے انٹرویو کا رد اور مسلمانوں کی صحیح رہنمائی فرمائی ہے۔

حضرت فخر نیپال صاحب کی ان انمول تحریروں کو عوام کے فائدے کے پیش نظر کتابچہ کی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اہل علم حضرات کی بارگاہ میں التجا ہے کہ اگر کہیں کمی وبیشی نظر آئے تو مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں شکریہ کے ساتھ اصلاح کی جا سکے۔

عبد الرحیم ثمرؔ مصباحی
پرڑیا، مہوتری، نیپال
۲۸/شوال المکرّم ۱۴۳۶ھ / ۱۳/اگست ۲۰۱۵ء

حضور فخر نیپال اپنی خدمات کے آئینے میں

پوری دنیا میں روزانہ ہزاروں کی تعداد میں بچے پیدا ہوتے ہیں اور تقریبا اسی تعداد میں زندگیاں بھی ختم ہوتی ہیں لیکن بہت کم ایسے خوش نصیب ہوتے ہیں جنھیں تاریخ کے سنہرے صفحات میں جگہ مل پاتی ہے اور بہت کم ایسے لوگ ہوتے ہیں جن پر سماج کو فخر حاصل ہوتا ہے۔فخر ملت حضور مفتی محمد اسرائیل قادری رضوی مصباحی فخر نیپال مدظلہ النورانی کی وہ ذات بابرکات ہے جس پر پورے مسلم سماج کو ناز اور فخر حاصل ہے۔آپ کی ولادت ترائی نیپال کے مشہور موضع بھمر پورہ ضلع مہوتری میں ۱۹۴۸ء میں ہوئی۔آپ اس معزز اسلامی خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں جس کے مورثِ اعلیٰ حاجی برکت اللہ شہید علیہ الرحمہ نے خانۂ خدا کی حفاظت اور اعلاے کلمۃ اللہ کی خاطر بلوائیوں کے ہاتھوں اپنی قیمتی جان کو راہِ اسلام میں قربان کر کے جامِ شہادت نوش فرمائی۔اس طرح مسلک وملت اور دین وشریعت کی بقاوتحفظ کے لیے جان ومال کی قربانیاں دینا آپ کو ورثہ میں ملا ہے۔آپ کی دینی، ملی، مسلکی، سماجی، تدریسی، تحریری اور تبلیغی خدمات کا مکمل احاطہ اس مختصر کتابچہ میں مشکل ہے۔البتہ یہاں مختصراً کچھ باتیں بیان کی جارہی ہیں اور ان شاء اللہ جلد حضرت کی حیات وخدمات پر مشتمل مفصل سوانح منظر عام پر ہوگی۔

آپ کی تعلیم گاؤں کے ایک مکتب سے شروع ہوئی اور علاقہ کے سب سے اول قدیم دینی درسگاہ دار العلوم قادریہ مصباح المسلمین کی وساطت سے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی آغوش تربیت میں پہنچی جہاں کی تعلیم وتربیت اکناف ہند میں ضرب المثل ہے۔

تدریسی خدمات

دنیائے سنیت کا عظیم علمی معہد الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں پانچ سال تک مایہ ناز متبحر اساتذۂ کرام سے اکتسابِ فیض فرمانے کے بعد ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں اکابر علمائے اہل سنت کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے اور اسی سال حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے حکم پر درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ کے لیے سری نگر کشمیر تشریف لے گیے جہاں آپ نے ایک سال تک نہایت خلوص اور پوری ذمہ داری کے ساتھ خدمت دین متین انجام دی۔

۱۹۷۱ء میں جب آپ کشمیر سے اپنے وطن مالوف تشریف لائے تو دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی کے اراکین نے موقع کو غنیمت جان کر نائب صدر المدرسین کے عہدہ کے لیے پیش کش کر دی۔ احباب کے اصرار اور علاقہ کی تعلیمی پسماندگی کو دیکھ کر آپ کو یہ عہدہ قبول کرنا پڑا اور آپ نے دارالعلوم قادریہ ہی کو اپنا علمی نشیمن بنا لیا، اور امین شریعت محدث نیپال حضرت علامہ مفتی محمد کلیم الدین رضوی نوری علیہ الرحمہ کی قیادت میں حسن تدبر اور نہایت شان وشوکت کے ساتھ درس و تدریس کے اہم فرائض انجام دینے لگے۔ ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء میں جب حضور امین شریعت نور اللہ مرقدہ دارا پٹی مظفر پور تشریف لے گئے تو اراکین دارالعلوم نے آپ کو داخلی و خارجی تمام ذمہ داریاں سونپ کر صدر المدرسین کے عظیم عہدہ پر فائز کر دیا۔ آپ نے دارالعلوم کی باگ وڈور کو کچھ اس طرح سنبھالا کہ پورے علاقہ میں آپ کے علمی رعب و دبدبہ اور خدمت اسلام وسنیت کا ڈنکا بجنے لگا۔ الحمد للہ تادم تحریر آپ اسی عہدہ پر فائز ہیں اور نہایت خلوص اور کمال تدبر کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو انجام دے رہے ہیں۔

تحریری خدمات

دارالعلوم کی ذمہ داریاں، علما وعوام کی نمائندگی اور دعوت وتبلیغ کے کاموں میں مشغول رہنے کے باوجود آپ کی کئی کتابیں جو کہ آپ کے قلمی کارناموں اور تحریری خدمات کے بین ثبوت ہیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ اب تک جو کتابیں طباعت کے مرحلے سے گذر چکی ہیں وہ یہ ہیں۔

گلشن علم وادب

آپ کی پہلی قلمی کاوش ہے جو ۱۳۹۹ھ میں تالیف کی گئی۔ اس کتاب میں آپ نے علاقہ کی سب سے پہلی اور قدیم درسگاہ دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین کی پچاس سالہ خدمات کا تفصیلی جائزہ لیا ہے اور ایک جامع معلوماتی مقدمہ نیپال اور نیپالی مسلمانوں کے بارے میں تحریر فرمایا ہے جو طلبا وعلما سب کے لیے مفید ہے۔

مشکل کشا

یہ معلوماتی وتحقیقی رسالہ خدا کے محبوبین ومقربین کا بعطائے الٰہی مشکل کشائی فرمانے کے ثبوت میں تحریر کیا گیا ہے۔ جس میں آپ نے عقائد اہل سنت وجماعت کو قرآن وحدیث اور معتبر تفسیروں سے مدلل ومبرہن کر کے پیش فرمایا ہے اور استمد ادو استعانت کو شرک کہنے والے غیر مقلدین کے بکواس کا دنداں شکن جواب دیا ہے۔

اجماع وقیاس کی شرعی حیثیت

دینی وملی ہمدردی میں تصنیف کیا گیا یہ رسالہ ان غیر مقلدین کے رد وابطال میں ہے جو اجماع امت اور قیاسِ مجتہد کے منکر ہیں۔ اس میں آپ نے منکرین اجماع وقیاس کا رد بلیغ کیا ہے اور آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ ائمہ وفقہا

کے ذریعہ اجماع وقیاس کی شرعی حیثیت کو ثابت کیا ہے۔

آثار وتبرکات کی شرعی حیثیت

انبیاے عظام، اولیاے کرام اور خدا کے محبوبین ومقربین سے منسوب آثار و تبرکات سے استفادہ مسلمانوں کے لیے سعادتِ عظمیٰ ہے۔ لیکن کچھ ناخلف ان آثار و تبرکات سے فیوض وبرکات حاصل کرنے کو ناجائز وحرام بتاتے اور شرک ٹھہراتے ہیں جب کہ قرآن وحدیث اور اقوالِ سلف سے ان کی عظمت ورفعت اور اہمیت واولیت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ آپ نے اس کتاب میں انبیا ورسولانِ عظام، اولیاے کرام اور علما ومشائخِ اعلام کے آثار وتبرکات کی اہمیت وافادیت کو بیان فرمایا ہے اور اس کی شرعی حیثیت کو دلائل وبراہین کے ذریعہ ثابت کیا ہے۔

احقاق حق وابطال باطل

یہ رسالہ آپ کی سابقہ چند تحریروں کا مجموعہ ہے جس کو ناچیز راقم الحروف کتابچہ کی شکل میں شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

دعوتی و تبلیغی خدمات

دین کی ترویج واشاعت اور دعوت وتبلیغ کے دو اہم ذرائع ہیں تحریر اور تقریر۔ یہ سچ ہے کہ تحریریں دیرپا اور دوررس ہوتی ہیں لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جو کام تحریر کے ذریعہ نہیں ہوسکتا تقریر کر جاتی ہے۔ بسا اوقات بڑے سے بڑا کام لوگوں کے دینی وملی جذبے کو بیدار کر کے چند دنوں میں انجام دیا جاسکتا ہے۔ حضور فخر نیپال کے اندر دونوں صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ آپ ایک بہترین قلم کار ہونے کے ساتھ ایک کامیاب خطیب بھی ہیں۔ پورے ترائی علاقہ میں

مسلک وملت کے تئیں جو بیداری پائی جاتی ہے اس میں آپ کی دعوت وتبلیغ کا ایک اہم حصہ شامل ہے۔ محلے کے چھوٹے چھوٹے پروگراموں سے لے کے بڑے بڑے کانفرنسوں میں شریک ہوکر لوگوں کے دلوں میں سنیت کا شمع فروزاں کرنا اور علاقے میں مسلکی وملی بیداری برقرار رکھنا آپ کی زندگی کا ایک اہم مشن ہے۔اب تک آپ جتنے جلسوں میں شریک ہوچکے ان کا شمار تقریبا ناممکن ہے البتہ آپ کی صدارت میں ہونے والے چند اہم جلسوں کی حد بندی کچھ حد تک ممکن ہے جس کی یہاں بوجہِ خوفِ طوالت گنجائش نہیں۔

تنظیمی خدمات

درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور دعوت وتبلیغ کے علاوہ علاقہ کے مسلمانوں کی قیادت ورہنمائی کا ذمہ بھی آپ کے سر ہے جس کو آپ کمال تدبر ودانش مندی کے ساتھ پورا فرما رہے ہیں۔آل نیپال سنی جمعیۃ العلما، آل نیپال تنظیم المدارس، مرکزی رویت ہلال نیپال، آل نیپال دار القضا، علامہ فضل حق ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ نیپال، یہ وہ متحرک تنظیمیں ہیں جو آپ کی قیادت وسرپرستی میں چل رہی ہیں۔ علاوہ ازیں شمالی بہار وترائی نیپال کے کئی اضلاع کے مکاتب ومساجد کی بنیادیں آپ کے ہاتھوں رکھی گئیں ہیں اور فی الحال آپ درجنوں تنظیم ومدارس اور ملی ومسلکی تحریکات کی سربراہی فرما رہے ہیں۔

مناظرہ

آپ ایک باکمال مدرس، کامیاب خطیب اور عظیم قائد ومبلغ ہونے کے ساتھ ایک عمدہ مناظر بھی ہیں۔آپ نے ہمیشہ تحریر وتقریر اور وعظ ونصیحت کے ذریعہ

فرقہائے باطلہ کا ردفرمایا ہے۔آپ کی اب تک کی تحریریں ابطال باطل کا بہترین آئینہ دار ہیں۔آپ نے مسلک وملت کی سربلندی اوراحقاق حق کی خاطر کبرائے وہابیہ و دیابنہ سے کئی مناظرے بھی کیے ہیں۔ان میں دربھنگہ، مجھورا اور پرسا کے مناظرے قابل ذکر ہیں جن میں حق کی جیت اور باطل کی شکست فاش ہوئی۔

فخر نیپال کا اعزازی لقب

۱۳۹۹ھ میں دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی کے زیراہتمام ’’آل نیپال تاجدار مدینہ کانفرنس‘‘ منعقد ہوئی جس میں ہند و نیپال کے سینکڑوں اکابر علماے اہل سنت نے شرکت فرمائی خاص طور پر بحرالعلوم مفتی عبدالمنان مبارکپوری علیہ الرحمہ، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفی صاحب قبلہ، ممتاز الاساتذہ امین شریعت مفتی محمد کلیم الدین رضوی علیہ الرحمہ، رئیس القلم مناظر اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ، زاہد ملت حضرت حافظ زاہد حسین علیہ الرحمہ شریک ہوئے۔ان اکابر علماے اہل سنت کی موجودگی میں قائد اہل سنت رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے آپ کی دینی وملی اورمسلکی خدمات کی بنا پر آپ کو ’’فخر نیپال‘‘ کے اعزازی لقب سے نوازا اور ہزاروں لوگوں نے نعرۂ تکبیر و رسالت کی گونج سے اس کی تائید کی۔

عبد الرحیم ثمرؔ مصباحی
پرڑیا، مہوتری، نیپال

باب اول

﴿پس منظر﴾

الحمد للہ ! ملک نیپال کے ضلع مہوتری اور دھنوسا کا علاقہ مذہب مہذب مذہب اہل سنت و جماعت کے علم برداروں کا ہے۔ جس میں غیر مقلدین وہابیہ برائے نام بلکہ الشاذ کالمعدوم کے مصداق ہیں۔ شومیٔ قسمت ایسے دو افراد کہ ان میں سے ایک الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اور دوسرا مرکز اہل سنت کانپور سے فارغ التحصیل ہیں۔ یعنی مولوی عظیم الدین آگے پوری اور مولوی رحمت اللہ برداہوی۔ نوشتۂ تقدیر کے مطابق ان دونوں پر شیطانی غلبہ ہوا اور وہابی ہوگئے اور اپنی وہابیت کا اعلان ایک وہابی مولوی کی کتاب ''تحریک اہل حدیث نیپال'' کے ذریعہ کروائے۔ اور اپنی تقریر وتحریر کے ذریعہ سادہ لوح سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو گمراہ اور اپنی جانب مائل کرنے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ مسلک اہل سنت اور معمولات اہل سنت کے خلاف بے جا بکواس اور مکر وفریب کے ذریعہ عوام اہل سنت کو بہکانے لگے۔ ان کے فریب کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ یہ اپنے نام کے ساتھ تاہنوز ''رضوی'' لکھتے ہیں۔

مسلک وملت کی بقا وتحفظ اور عوام کو ان دونوں کے مکر وفریب میں آنے اور گمرہی سے بچانے کی غرض سے تقریباً آج سے بارہ برس قبل حضرت فخر نیپال صاحب نے بموقع عرس زاہدی ''آل نیپال سنی جمعیۃ العلما'' کے پلیٹ فارم سے ایک مختصر سی تحریر بشکل پوسٹر شائع کیا تھا۔ اس باب میں آپ کی وہی تحریر شامل کی گئی ہے۔

❁......❁......❁

احقاق حق وابطال باطل

نَحۡمَدُاللّٰهَ الۡعَلِیَّ الۡعَظِیۡمَ وَنُصَلِیۡ وَنُسَلِمُ عَلیٰ رَسُوۡلِهِ الرَّؤُفُ الرَّحِیۡمُ
اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الۡحقَّ حقًّا وَالۡبَاطِلَ بَاطِلاً

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کِسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

رسول گرامی وقار ﷺ کی عظمت پر قربان ہونے والو! امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلدو! غوث وخواجہ ودیگر اولیاے امت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے دیوانو! سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے شیدائیو! اور مسلک اعلیٰ حضرت کے علم بردارو! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا

”تَفۡتَرِقُ أُمَّتِیۡ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبۡعِیۡنَ مِلَّةً کُلُّهُمۡ فِیۡ النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا وَمَنۡ هِیَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا أَنَا عَلَیۡهِ وَأَصۡحَابِیۡ“

میری امت میں تہتر (۷۳) فرقے ہوں گے جن میں بہتر (۷۲) جہنمی اور ایک فرقہ جنتی ہوں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ ایک جنتی فرقہ کون ہوگا؟ فرمایا جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگا۔

(ترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی افتراق هذه الامة ،الرقم: ۲۶۴۱،)

(مشکوۃ شریف، کتاب الایمان،باب الاعتصام ،ص: ۳۰)

وہ ایک جنتی فرقہ اہل سنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کے علم بردار ہیں جو جماعت حقہ ہیں اور بہتر جہنمی فرقوں میں سے دیوبندی، اہل حدیث (غیر مقلدین) وہابی، مودودی، قادیانی۔ نیچری اور رافضی وغیرہ ہیں۔

مذکورہ حدیث کو بار بار پڑھیے، غور کیجیے اور سوچیئے کہ مندرجہ ذیل عقائد شنیعہ، قبیحہ، باطلہ جو دیوبندیوں اور غیر مقلدین وہابیوں کی کتابوں میں مذکور ہیں کیا یہ عقائد رسول ﷺ اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں! بلکہ سراسر قرآن و حدیث کے خلاف، ضلالت و گمراہی اور کفر و نفاق پر مشتمل ہیں۔ وہ مسلمان جس کے دل میں رائے کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہے وہ ایسی باتیں زبان سے بولنا، لکھ لکھ کر چھاپنا تو درکنار دل میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ چناں چہ آپ بھی ان باطل فرقوں میں سے دیوبندیوں اور غیر مقلدین وہابیوں کے عقائد باطلہ کی ایک جھلک ملاحظہ کریں اور قرآن و حدیث کا نام لے کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے فرقوں کو پہچانیں۔

دیوبندی اور غیر مقلد کے عقائد باطلہ

(۱) خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

براہین قاطعہ ص: ۷ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی

(۲) خدا تعالیٰ کو بندے کے کاموں کی خبر پہلے سے نہیں ہوتی جب بندے اچھے یا برے کام کر لیتے ہیں تب اس کو خبر ہوتی ہے۔

بلغۃ الحیران ص: ۱۵۷ مصنفہ حسین علی

(۳) اعمال میں بظاہر امتی نبی کے برابر ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔

تحذیر الناس ص: ۸ مصنفہ قاسم نانوتوی

(۴) شیطان اور ملک الموت کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے۔
براہین قاطعہ ص:۵۵ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی

(۵) حضور علیہ السلام کا علم بچوں پاگلوں جانوروں کی طرح ہے یا ان کے برابر ہے۔
حفظ الایمان ص:۱۵ مصنفہ اشرف علی تھانوی

(۶) حضور علیہ السلام کو اردو بولنا مدرسہ دیوبند سے آ گیا۔
براہین قاطعہ ص:۳۰ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی

(۷) ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا (نبی یا غیر نبی) اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔
تقویۃ الایمان ص:۱۷ مصنفہ اسمٰعیل دہلوی

(۸) حضور علیہ السلام مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں۔
تقویۃ الایمان ص:۴۹ مصنفہ اسمٰعیل دہلوی

(۹) نبی کے لیے بعطائے الٰہی علم غیب ماننا شرک ہے۔
تقویۃ الایمان ص:۱۴ مصنفہ اسمٰعیل دہلوی

(۱۰) نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال لانا اپنی بیوی کے ساتھ مجامعت (صحبت) کرنے اور بیل و گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔
صراط مستقیم ص:۱۶۷، اسمٰعیل دہلوی

علاوہ ازیں نفس میلاد و فاتحہ، درود و سلام اور قیام جن کے جواز کا ثبوت قرآن و حدیث اور اقوالِ فقہا سے ثابت ہے ان کو یہ لوگ شرک و بدعت بتاتے ہیں۔

برادران اسلام! مذکورہ بالا عقائد باطلہ جو دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے ہیں کیا ان سے شانِ الوہیت اور شانِ رسالت میں گستاخی و توہین ہوتی ہے یا نہیں؟؟؟ یقیناً اللہ و رسول (سبحانہ وتعالیٰ، صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں گستاخی و توہین ہے اور گستاخ

رسول بحکم قرآن کافر ہے۔اللہ ﷻ ارشادفرماتا ہے:

''قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ، لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمٰنِكُمْ''

ترجمہ: تم فرماؤ کیا اللہ اوراسکی آیتوں اوراس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤتم کافر ہو چکے مسلمان ہوکر۔

(پ:١٠ سورہ التوبۃ، آیت ٦٥،٦٦)

فتاویٰ شامی جلد چہارم صفحہ نمبر۲۳۴ پر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول منقول ہے:

مَنْ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوْ كَذَّبَهٗ اَوْ عَابَهٗ اَوْ تَنَقَّصَهٗ فَقَدْ كَفَرَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى بَانَتْ مِنْهُ اِمْرَأَتُهٗ۔جس نے رسول ﷺ کو گالی دیا یا ان کو جھٹلایا یا ان میں عیب نکالا یا ان کی شان میں گستاخی کی اس نے اللہ ﷻ کے ساتھ کفر کیا اوراس کی بیوی اس کے نکاح سے الگ ہوگئی۔

انھیں احکام شرع کی روشنی میں سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے کبرائے وہابیہ ودیابنہ اوران کے اتباع کوان کے عقائد باطلہ کی بیناد پر کافر ومرتد قرار دے کرتمام اسلامی رسوم میں مسلمانوں کوان سے بچنے کاحکم فرمایا۔اسی کو ہم مسلک اعلیٰ حضرت کہتے ہیں جو درحقیقت مسلک امام اعظم ہے اوراسی پر چلنے والے کو اہل سنت وجماعت کہتے ہیں۔مسلک امام اعظم کو مسلک اعلیٰ حضرت سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ فرقہائے باطلہ سے امتیاز ہوجائے۔کیوں کہ دیوبندی ،مودودی اورقادیانی بھی اپنے آپ کو حنفی اور مسلک امام اعظم پر گامزن بتاتے ہیں۔مکہ مکرمہ کے سب سے بڑے عالم مولانا سید مغربی رحمۃ اللہ علیہ جو حرم مکہ میں باب السلام کے

پاس درس حدیث دیا کرتے تھے اور یہ الجزائر کے باشندہ تھے۔اعلیٰ حضرت کے بارے میں فرماتے تھے:

اِذَا جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْهِنْدِ نَسْئَلُهُ عَنِ الشَّيْخِ اَحْمَد رَضَا خَان فَاِنْ مَدَحَهُ عَلِمْنَا اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَاِنْ ذَمَّهُ عَلِمْنَا اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ الْبِدَعِ هٰذَا هُوَ الْمِعْيَارُ عِنْدَنَا.

''جب ہندوستان سے کوئی آتا ہے تو ہم اس سے مولانا شیخ احمد رضا خاں کے بارے میں پوچھتے ہیں اگر وہ ان کی تعریف کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ سنی ہے اور اگر ان کی برائی کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ بد مذہب ہے۔یہی ہماری کسوٹی ہے''۔

عظیم الدین آگے پوری اور رحمۃ اللہ برداہوی یہ دونوں وہابیہ ،دیابنہ فرقہائے باطلہ کے قول وتحریر سے واقف ہونے کے باوجوداس سے موافقت کرتے ہوئے عقیدۃً ان لوگوں سے اختلاط (میل جول) رکھتے ہیں۔بنابریں یہ دونوں سیدنا سرکاراعلیٰ حضرت امام عشق ومحبت حامیٔ اہل سنت ماحیٔ شرک وبدعت قاطع نجدیت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کو بدعتی اور شرک وبدعت کا پھیلانے والا اور علمائے اہل سنت وجماعت کو ان کا ایجنٹ اور مسلک اعلیٰ حضرت کے علم برداروں کو مشرک وبدعتی گردانتے ہیں۔ جمعیۃ کے علمائے اہل سنت پر بہتان تراشی کرتے ہیں۔اور یہیں تک محدود نہیں بلکہ سیدنا سرکار امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات مقدسہ پر بھی تنقید کرتے ہیں۔

الحمد للہ! ہمارے اس علاقہ میں علمائے اہل سنت کی ایک تنظیم بنام ''آل نیپال سنی جمعیۃ العلما'' مدتوں سے چل رہی ہے۔اس تنظیم کے علما تک جب

عظیم ورحمت کی بدعقیدگی کی متعدد معتبر خبریں ملیں جو حد تواتر کو پہونچ گئیں ہیں۔تو جمعیۃ کے علمانے عظیم الدین کو پانچ بار افہام وتفہیم اور گفت وشنید کے لیے طلب کیا مگر ایک بار بھی حاضر نہیں آیا۔بالآخر جمعیۃ کے علمانے ان دونوں کی بدعقیدگی وگمرہی کا حکم دیتے ہوئے ان دونوں کی شوشل بائیکاٹ کا حکم صادر فرمایا۔

لہذا علاقہ کے مسلمانوں سے گذارش ہے کہ ان دونوں کے مکر وفریب سے ہوشیار رہیں۔کیوں کی یہ دونوں سنیت کے لبادے میں قرآن وحدیث کی رٹ لگاتے ہوئے سیدھے سادھے مسلمانوں کو بدعقیدگی کا درس دے کر ان کا ایمان لوٹنے میں مصروف ہیں۔ایسے بدعقیدہ وگمراہ کی مکمل بائیکاٹ کریں یعنی سلام وکلام،اٹھنا بیٹھنا اور رشتہ وغیرہ سب بند کریں کہ یہ ایمان کے ڈاکو ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوٰنَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمٰنِ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ترجمہ: اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔ (پ:۱۰ سورہ التوبۃ، آیت ۲۳)

ابوداؤد میں حضرت ابن عمر اور ابن ماجہ میں حضرت جابر اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ وَاِنْ لَقِیْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْهِمْ، وَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْهِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ

بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔

(سنن ابی داؤد الرقم ٤٦٩٣، سنن ابن ماجه الرقم ٩٧، مسند احمد الرقم ٥٧١٧، المستدرک الرقم ٢٨٦)

نَسْئَلُ اللّٰهَ الْاِسْتَقَامَةَ عَلَى الشَّرِيْعَةِ الطَّاهِرَةِ وَالْاِجْتِنَابَ عَنِ الْقَوْمِ الضَّالَّةِ.

باب دوم

﴿پس منظر﴾

عام انسان کی فطرت سے ہے کہ جب کسی چیز کے اسرار ورموز اور حقائق و کنہیات تک اس کے فہم وفراست اوراذہان وافکار کی صحیح رسائی نہیں ہوتی ہے تو اس کے سمجھنے سے وہ قاصر رہتا ہے اور وہ شکوک وشبہات کا شکار ہوجاتا ہے۔ایسے لوگوں کے لیے قرآن پاک نے یوں رہنمائی فرمائی ہے۔"فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" یعنی علم والوں سے پوچھو جو تمہیں معلوم نہ ہو۔

چنانچہ جب مولانا نعیم الدین ابن مولانا عبد الوہاب صاحب مرحوم ومغفور سے چندآیات قرآنیہ واحادیث کریمہ کے صحیح مفاہیم ومطالب کے سمجھنے میں قصور واقع ہوا تو وہ شکوک وشبہات میں مبتلا ہوئے اور رفع شکوک کے جذبہ کے ساتھ بشکل تحریر حضرت کے پاس اظہار خیال کیا تاکہ آیات قرآنیہ واحادیث کریمہ کے صحیح مفاہیم سمجھ میں آجائیں۔

حضرت فخر نیپال صاحب نے احادیث وتفاسیر کی روشنی میں ان کے شکوک وشبہات کے ازالہ کے لیے ایک تحریر ان کے پاس بھیجا۔ بفضلہٖ سبحانہ وتعالیٰ حضرت کی تحریر پڑھنے کے بعد ان کے شکوک کاازالہ ہوگیا۔فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک

ان کے شکوک اور حضرت کے جوابات بعد کے صفحات پر ملاحظہ کریں۔

اخی الکریم مولوی محمد نعیم الدین

ھدیک اللہ الیٰ الصراط المستقیم

ازیں قبل جب کہ آپ سعودیہ میں تھے تو اس وقت آپ کا ایک خط چند شکوک وشبہات پر مشتمل آیا تھا۔آپ کے اس خط کو بڑی حفاظت سے اپنے بیگ میں رکھا تھا مگر میرا وہ بیگ غائب ہو گیا جو آپ کو بھی معلوم ہے۔آپ والا خط بھی نذر سارق ہو گیا۔مگر آپ کے ذہن وفکر اور دل و دماغ میں گھر کردہ اور بشکل تحریر پیش کردہ وہ شکوک وشبہات میرے ذہن میں محفوظ ہیں۔ بوجہ ضیقِ وقت وکثرتِ مشاغل مدت مدیدہ کے بعد بڑی مشکل سے وقت نکال کر آپ کے اس شکوک وشبہات کا ازالہ قرآن وسنت کی روشنی میں کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔آپ میری تحریر کو منصفانہ نگاہ سے تلاش حق کے جذبہ کے ساتھ بغور پڑھیں اور راہِ حق کو سمجھیں۔تاہم شبہ کا کوئی گوشہ رفع نہ ہو سکے تو پھر مجھ ناچیز کو آگاہ کریں۔

آپ کے شکوک وشبہات

(۱) بوقت سفر مصر کاٹھمنڈو میں مولوی جیش نے کشمیری مسجد کے بغل میں واقع مزار کے پاس سجدہ کروایا تھا۔اسی وقت سے مجھے اہل سنت سے تنفر ہونا شروع ہوا اور یہ سمجھا کہ مسلک اعلیٰ حضرت یہی ہے۔

(۲) حضور ﷺ کو حضرت کہا جاتا ہے اور مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کو سنی بریلوی لوگ اعلیٰ حضرت کہتے ہیں کیا یہ حضور ﷺ سے بھی بڑے حضرت ہیں۔

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں (آپ نے ثبوت میں نفیٔ علم غیب والی آیت پیش کیا تھا)

(۴) حضور ﷺ مالک ومختار نہیں آپ نے ثبوت میں آیت وحدیث پیش کیا تھا)

(۵) حضور ﷺ ہم جیسے بشر ہیں (آپ نے ثبوت میں انا بشر مثلکم والی آیت پیش کیا تھا)

اب آپ اپنے ان شبہات کے جوابات نمبر وار بغور ملاحظہ کریں اور شکوک و شبہات دور کرتے ہوئے نیک فہم وفراست سے کام لیں۔

جواب نمبر(۱) کسی جماعت سے کوئی فرد کوئی ایسا کام کرے جو اس جماعت کے دستور کے خلاف ہو تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ اس جماعت کا قانون اور دستور ہی یہ ہے۔مثلاً دین اسلام میں شراب، جوا اور زنا حرام، اشد حرام ہے مگر بہت سے مسلمان شرابی، جوا باز اور زانی ہے تو اب ہرگز یہ نہیں کہا اور سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ چیزیں مذہب اسلام میں جائز ہیں بلکہ اس مرتکب حرام کو مجرم اور قانون شکن گردانا جائے گا۔

اگر مولوی جیش نے فی الحقیقت وفی الواقع مزار کا سجدہ آپ سے کروایا تھا تو اس نے فعل حرام کا ارتکاب کروایا تھا کہ سنی بریلوی کے نزدیک بھی غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے۔اگر مولوی جیش یا اور بھی کوئی سنی بریلوی مولوی فعل حرام کا ارتکاب کرے یا کروائے تو وہ مسلک اعلیٰ حضرت نہیں ہو جائے گا یا ہے بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت پر وہ ایک بدنما داغ ہے۔

سجدہ کی دو قسم ہے۔ایک سجدۂ تعبدی یعنی غیر خدا کو لائق عبادت جان کر سجدہ کرنا۔ دوسرا سجدہ تحیت یعنی غیر خدا کو تعظیماً سجدہ کرنا۔ پہلا سجدہ کفر ہے اور یہ سجدہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ایں دم یعنی تمام ادوار میں کفر رہا اور ہے۔ دوسرا سجدہ یعنی سجدۂ تحیت شریعت محمدی میں حرام ہے۔

اب مسلک اعلیٰ حضرت اور قولِ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کیا ہے وہ ملاحظہ کریں۔

فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص: ۷۷ میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت (اسلام) میں حرام ہے''۔ اور ص: ۱۱۳ میں فرماتے ہیں ''غیر خدا کو سجدہ بلا شبہ حرام ہے پھر اگر بوجہ عبادت ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کفر ہے اور اگر بوجہ تحیت ہو تو کفر میں اختلاف ہے اس کے حرام ہونے میں اختلاف نہیں اور حق یہی ہے کہ بے نیتِ عبادت حرام ہے گناہ کبیرہ مگر کفر نہیں''۔

(فتاویٰ رضویہ مترجم ج: ۲۲ ص: ۳۸۱)

جواب نمبر (۲) سلف سے خلف تک امت کے مشاہیر حضرات کو جن القابات سے بھی موسوم کیا گیا ان کا تقابل ان کے صرف معاصرین کے ساتھ تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ کو امام اعظم اور پیران پیر حضرت شیخ عبد القادر علیہ الرحمہ کو غوث اعظم کہا جاتا ہے ان کے ہم عصروں کے مقابلے میں نہ کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مقابلے میں۔ اب آپ اس چیز کو ایک حدیث کی روشنی میں سمجھیں۔ مشکوۃ باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت مرقوم ہے۔

''قَالَ عُمَرُ لِأَبِی بَکْرٍ یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقَالَ أَبُوْ بَکْرٍ أَمَا إِنَّکَ إِنْ قُلْتَ ذَالِکَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَى رَجُلٍ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ''. رواہ الترمذی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہ کہا اے وہ ذات

جو رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں بہتر ہے تو حضرت ابو بکر نے کہا اگر تو میرے بارے میں یہ کہتا ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے تمہارے بارے میں فرماتے سنا ہے کہ عمر سے بہتر کسی شخص پر آفتاب طلوع نہیں ہوا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(ترمذی، باب فی مناقب عمر الرقم: ۳٦۸٤، مستدرک للحاکم الرقم: ٤٥٠٨، جامع الاصول الرقم: ٦٤٢٧)

خط کشیدہ الفاظِ حدیث پر آپ غور کریں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ عمر سے بہتر شخص پر آفتاب طلوع نہیں ہوا۔ کیا آپ یہاں بھی یہی کہیں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے تمامی انبیاے کرام ورسلِ عظام بلکہ خود اپنی ذات سے بھی بہتر اور زیادہ فضیلت والا فرمایا؟ ہرگز نہیں! مرقات شرح مشکوۃ کے اندر اسی حدیث کی شرح میں ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں:

”عَلَى رَجُلٍ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ وَهُوَ اِمَّا مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَيَّامِ خِلَافَتِهٖ اَوْ مُقَيَّدٌ بِبَعْدِ اَبِیْ بَكْرٍ“.

”یعنی نبی کریم ﷺ کا یہ قول” علی رجل خیر من عمر “یا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت پر محمول ہے یا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے بعد کے ساتھ مقید ہے“۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ۳۵۵/۱۷)

مذکورہ حدیث اور اس کی شرح سے واضح ہو گیا کہ مشاہیر حضرات کی شان میں جو القابات مستعمل ہوئے ہیں وہ صرف اور صرف ان کے معاصرین پر محمول ہوتے ہیں۔ اسی طرح امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی شان میں

بریلوی حضرات لفظ ''اعلیٰ حضرت'' استعمال کرتے ہیں ان کے معاصرین پر محمول کرتے ہوئے نہ کہ حضور اکرم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں۔

جواب نمبر (۳) اولاً علم غیب کی تعریف اوراس کے اقسام ذہن نشیں کرلیں۔

شرح عقائد نسفی میں ہے:

''اَلْعِلْمُ بِالْغَيْبِ اَمْرٌ تَفَرَّدَ بِهٖ اللّٰهُ تَعَالىٰ لَا سَبِيْلَ اِلَيْهِ لِلْعِبَادِ اِلَّا بِاِعْلَامٍ مِنْهُ اَوِ الْاِلْهَامِ''.

''یعنی علم غیب وہ امر ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا بندہ جان ہی نہ سکے مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی تعلیم والہام سے''۔

علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔(۱) علم غیب ذاتی۔(۲) علم غیب عطائی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور حضور اکرم ﷺ کا علم عطائی ہے۔ اہل سنت وجماعت حضور ﷺ کے لیے علم غیب عطائی کا اعتقاد رکھتے ہیں نہ کہ ذاتی کا کہ علم غیب ذاتی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔

آپ نے حضور ﷺ کے لیے علم غیب کی نفی والی جو آیات کریمہ اوراحادیث شریفہ پیش کیا ہے ان میں علم غیب ذاتی کی نفی ہے نہ کہ عطائی کی۔اگر عطائی کی نفی کا بھی اعتقاد کیا جائے تو پھر ان آیات واحادیث کا مفہوم کیا ہوگا جن سے روز روشن کی طرح حضور ﷺ کے لیے علم غیب کا ثبوت ملتا ہے۔

اب وہ آیات کریمہ واحادیث صحیحہ ملاحظہ کریں جو حضور ﷺ کے علم غیب کے لیے بیّن ثبوت ہے۔

(۱) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ.

ترجمہ: اور اللہ کی شان یہ نہیں اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

(پ:٤ ،سورہ ال عمران، آیت:١٧٩)

مذکورہ آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے:

لٰکِنَّ اللّٰهَ یَصْطَفِیْ وَیَخْتَارُ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَاءُ فَیُطَّلِعُهٗ عَلٰی بَعْضِ عِلْمِ الْغَیْبِ.

ترجمہ: لیکن اللہ ﷻ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے۔ پس ان کو خبردار کرتا ہے بعض علم غیب پر۔

(تفسیر خازن آیت: ١٧٩ الجزء٤/٢)

اور تفسیر کبیر میں ہے :

فَاَمَّا مَعْرِفَتُهٗ ذٰلِکَ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِعْلَامِ مِنَ الْغَیْبِ فَھُوَ مِنْ خَوَاصِّ الْاَنْبِیَاءِ.

ترجمہ: لیکن ان باتوں کا بطریق غیب پر مطلع ہونے کے جان لینا یہ انبیاے کرام کی خصوصیت ہے۔ (تفسیر کبیر آیت: ١٧٩)

اور تفسیر جمل میں ہے:

اَلْمَعْنٰی لٰکِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ اَنْ یَّصْطَفِیَ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ فَیُطَّلِعُهٗ عَلٰی الْغَیْبِ.

ترجمہ: معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ پس ان کو غیب پر مطلع کرتا ہے۔

(تفسیر جمل آیت: ١٧٩)

اور تفسیر جلالین میں ہے:

فَتَعْرِفُوا الْمُنَافِقَ قَبْلَ التَّمِيْزِ (وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِى) يَخْتَارُ (مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ) فَيُطَّلِعُهُ عَلٰى غَيْبِهٖ كَمَا أَطَّلَعَ النَّبِىَّ ﷺ عَلٰى حَالِ الْمُنَافِقِيْنَ.

ترجمہ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم کو غیب پر مطلع نہیں کرنے کا تاکہ فرق کرنے سے پہلے منافقوں کو جان لو۔ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس کو چاہتا ہے چھانٹ لیتا ہے تو اس کو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام کو منافقین کے حال پر مطلع فرمادیا۔

(تفسیر الجلالین آیت: ۱۷۹ الجزء ۱/۴۷۱)

اس آیت کریمہ اور ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ خدا کا خاص علم غیب پیغمبر پر ظاہر ہوتا ہے۔ بعض مفسرین نے جو فرمایا کہ بعض غیب اس سے مراد ہے۔ علم الٰہی کے مقابلہ میں بعض اور کل ما کان و ما یکون بھی خدا کے علم کا بعض ہے۔

(۲) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

(پ:۵، سورہ النساء، آیت: ۱۱۳)

اس آیت کے تحت جلالین میں ہے: اَىْ مِنَ الْاَحْكَامِ وَالْغَيْبِ یعنی احکام اور علم غیب۔ اور تفسیر مدارک میں ہے: مِنْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ وَالشَّرَائِعِ اَوْ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ.

ترجمہ: دین اور شریعت کے امور سکھائے اور چھپی ہوئی باتیں اور دلوں کے راز بتائے۔ اور تفسیر خازن میں ہے: يَعْنِىْ مِنْ اَحْكَامِ

الشَّرْعِ وَاُمُوْرِ الدِّيْنِ وَقِيْلَ عَلَّمَکَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَقِيْلَ مَعْنَاهُ عَلَّمَکَ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَاَطَّلَعَکَ عَلٰی ضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ وَعَلَّمَکَ مِنْ اَحْوَالِ الْمُنَافِقِيْنَ وَ كَيْدِهِمْ. ترجمہ: یعنی شریعت کے احکام اور دین کی باتیں سکھائیں اور کہا گیا ہے کہ آپ کو علم غیب میں سے وہ باتیں سکھائیں جو آپ نہ جانتے تھے اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو چھپی چیزیں سکھائیں اور دلوں کے راز پر مطلع فرمایا۔ اور منافقین کے مکروفریب آپ کو بتا دیئے۔

(تفسیر الجلالین، المدارک، الخازن آیت: ۱۱۳)

اس آیت اور ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو تمام آئندہ اور گذشتہ واقعات کی خبر دے دی گئی کلمہ ''ما'' عربی زبان میں عموم کے لیے ہوتا ہے جس کو آپ بخوبی جانتے ہیں۔ تو آیت سے معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام دنیا کے سارے واقعات، لوگوں کے ایمانی حالات وغیرہ جو کچھ بھی آپ کے علم میں نہ تھا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو تمام چیزیں بتا دیا۔

(۳) اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسٰنَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝

ترجمہ: رحمٰن نے، اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمّد ﷺ کو پیدا کیا، ما کان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔

(پ:۲۷، سورہ الرحمٰن آیت: ۱، ۲، ۳، ٤)

اس آیت کے تحت تفسیر معالم التنزیل میں ہے:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ اَیْ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِیْ

بَیَانَ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنَ.

ترجمہ: اللہ نے انسان یعنی محمد رسول ﷺ کو پیدا فرمایا اور ان کو بیان یعنی ساری اگلی پچھلی باتوں کا بیان سکھا دیا۔

(تفسیر معالم التنزیل آیت: ۱،۲،۳،٤)

اور تفسیر خازن میں ہے:

قِیْلَ اَرَادَ بِالْاِنْسَانِ مُحَمَّدًا صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ یَعْنِیْ بَیَانَ مَا کَانَ وَمَایَکُوْنَ لِاَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ یُنَبِّیُٔ عَنْ خَبْرِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخَرِیْنَ وَعَنْ یَوْمِ الدِّیْنِ.

ترجمہ: انسان سے مراد محمد ﷺ ہیں کہ ان کو اگلے پچھلے امور کا بیان سکھا دیا گیا۔ کیوں کہ حضور علیہ السلام کو اگلوں اور پچھلوں کی اور قیامت کے دن کی خبر دے دی گئی۔

(تفسیر الخازن آیت: ۱،۲،۳،٤)

(۴) عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

ترجمہ: غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(پ:۲۹، سورہ الجن آیت: ۲٦)

اس آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے:

اِلَّا مَنْ یَّصْطَفِیْہِ لِرِسَالَتِہٖ وَنُبُوَّتِہٖ فَیُظْهِرُ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ مِنَ الْغَیْبِ حَتّٰی یَسْتَدِلَّ عَلٰی نُبُوَّتِہٖ بِمَا یُخْبِرُبِہٖ مِنَ الْمُغِیْبَاتِ فَیَکُوْنُ ذٰلِکَ مُعْجِزَۃً لَّہٗ

ترجمہ : سوائے اس کے جس کو اپنی نبوت و رسالت کے لیے چن لیئے۔ پس ظاہر فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے غیب تاکہ ان کی نبوت پر دلیل پکڑی جا سکے ان غیب کی چیزوں سے جس کی وہ خبر دیتے ہیں۔تو یہ ان کا معجزہ ہوتا ہے۔جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ ﷻ انبیاے کرام اور رسلِ عظام کو بطورِ معجزہ علم غیب عطا فرماتا ہے۔

(تفسیر الخازن آیت: ٢٦)

اور تفسیر روح البیان میں ہے:

قَالَ اِبْنُ الشَّیْخِ اِنَّهٗ تَعَالیٰ لَا یُطْلِعُ عَلَی الْغَیْبِ الَّذِیْ یَخْتَصُّ بِهٖ تَعَالیٰ عِلْمُهٗ اِلَّا لِمُرْتَضَی الَّذِیْ یَکُوْنُ رَسُوْلًا.

ترجمہ: ابن شیخ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ اس غیب پر جو اس سے خاص ہے کسی کو مطلع نہیں فرماتا سوائے برگزیدہ رسول کے۔

(روح البیان، آیت: ٢٦)

(۵) وَ مَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ

ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

(پ: ٣٠، سورہ التکویر، آیت: ٢٤)

اس آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے:

یَقُوْلُ اِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَاتِیْهِ عِلْمُ الْغَیْبِ فَلَا یَبْخَلُ بِهٖ عَلَیْکُمْ بَلْ یُعَلِّمُکُمْ .

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے پاس علم غیب آتا ہے تو تم پر اس میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو سکھاتے ہیں۔

(تفسیر الخازن آیت: ٢٤)

اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے:

عَلَى الْغَيْبِ وَخَبَرِ السَّمَاءِ وَمَا اُطُّلِعَ عَلَيْهِ مِنَ الْاَخْبَارِ وَالْقِصَصِ بِضَنِيْنٍ اَیْ بِبَخِيْلٍ يَقُوْلُ اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَاتِيْهِ عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يَبْخَلُ بِهٖ عَلَيْكُمْ بَلْ يُعَلِّمُكُمْ وَيُخْبِرُكُمْ وَلَا يَكْتُمُهٗ كَمَا يَكْتُمُ الْكَاهِنُ .

ترجمہ: حضور علیہ السلام غیب پر اور آسمانی خبروں پر اور جن خبروں اور قصوں پر انہیں اطلاع دی گئی ہے بخیل نہیں ہیں بلکہ تم کو سکھاتے ہیں اور تم کو خبر دیتے ہیں اور جیسے کاہن چھپاتے ہیں ویسے نہیں چھپاتے۔

(تفسیر معالم التنزیل آیت: ٢٤)

ان آیات اور ان کی تفاسیر سے معلوم ہوا کہ قرآن میں سب کچھ ہے اور اس کا سارا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دیا گیا حتیٰ کہ قیامت کا علم بھی حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا گیا اور یہ کہ آپ لوگوں کو علم غیب سکھاتے ہیں سکھائے گا وہی جو خود جانتا ہو۔

اب علم غیب کے تعلق سے احادیث کریمہ ملاحظہ کریں۔

حدیث نمبر(۱) بخاری کتاب بدء الخلق اور مشکوۃ باب بدء الخلق و ذکر الانبیا میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ .

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا تو ہم کو ابتدائے پیدائش کی خبر دے دی۔ یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں

میں پہونچ گئے۔ اور دوزخی اپنی منزلوں میں۔ جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

(صحیح البخاری الرقم: ۳۱۹۲، مسند الصحابہ الرقم: ۲۰۳۰، شرح السنہ ۱۰۰۷/۱، جامع الاصول من احادیث الرسول الرقم: ۱۹۹۰)

اس جگہ حضور علیہ السلام نے دوقسم کے واقعات کی خبر دی۔ (۱) عالم کی پیدائش کی ابتدا کس طرح ہوئی۔ (۲) پھر عالم کی انتہا کس طرح ہوگی۔ یعنی روزِ ازل سے قیامت قیام ہونے تک ایک ایک ذرہ وقطرہ بیان فرما دیا۔ یہ حضور علیہ السلام کا بعطائے الٰہی علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔

حدیث نمبر (۲) مشکوۃ باب المساجد میں حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رَأَيْتُ رَبِّی عَزَّ وَجَلَّ فِی أَحْسَنِ صُورَةٍ فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ.

ترجمہ: میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔ رب سبحانہ وتعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے سینہ پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے قلب میں پائی۔ تو آسمان وزمین کی تمام چیزوں کو میں نے جان لیا۔

(سنن الترمزی الرقم: ۳۵٤۲، مسند احمد الرقم: ۳۵٤۸، سنن الدارمی الرقم: ۲۲۰٤، مجمع الزوائد الرقم: ۱۲۲۲، مسند ابی یعلی الرقم: ۲۵۵۳)

حدیث نمبر (۳) بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِی كَبِيرٍ ، أَمَّا هٰذَا فَكَانَ لاَ يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ ، وَأَمَّا

هَـذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِعَسِيْبٍ رَطْبٍ ، فَشَقَّهُ بِـاثْنَيْنِ ، فَغَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا ، مَا لَمْ يَيْبَسَا.

حضور علیہ السلام دو قبروں پر گذرے جن میں عذاب ہور ہا تھا تو فرمایا کہ ان دونوں شخصوں کو عذاب دیا جار ہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہور ہا ہے۔ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہ بچتا تھا، دوسرا چغلی کیا کرتا تھا۔ پھر ایک تر شاخ لے کر اس کو آدھا آدھا چیرا پھر دونوں قبر پر ایک ایک کو گاڑ دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ ٹکڑے خشک نہ ہوں گے ان دونوں شخصوں سے عذاب میں کمی کی جائے گی۔

(صحيح البخارى الرقم: ٦٠٥٢ ،صحيح مسلم الرقم: ٧٠٣،سنن النسائى الرقم: ٢٠٨١ ، سنن ابن ماجه الرقم: ٣٧٤، مسند احمد الرقم: ٢٠٠٨ ،صحيح ابن حبان الرقم: ٣١٢٨)

آپ غور کریں کہ حضور ﷺ نے قبر کے اندر ہونے والے عذاب کو ملاحظہ فرمالیا وجہ عذاب بھی بیان فرمادیا۔اور رفع عذاب کی تدبیر بھی کردی۔

حدیث نمبر (۴) مسلم شریف جلد دوم کتاب الجہاد باب غزوۂ بدر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هٰهُنَا هٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میدان بدر میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص کے گرنے کی جگہ ہے اور اپنے دست مبارک کو

اِدھر اُدھر زمین پر رکھتے تھے۔ راوی نے فرمایا کہ مقتولین سے کوئی بھی حضور علیہ السلام کی نشاندہ جگہ سے ذرا بھی نہ ہٹا۔

(صحیح مسلم الرقم: ٤٧٢١، سنن ابی داؤد الرقم: ٢٦٨٣، سنن النسائی الرقم: ٢٠٨٦، مسند احمد الرقم: ١٤٠٥٤، صحیح ابن حبان الرقم: ٤٨٠٨، مسند ابی یعلی الرقم: ٣٣٢٢)

یعنی حضور علیہ السلام نے کافروں سے جس کے لیے جس جگہ کی نشاندہی فرمائی تھی بعد اختتامِ جنگ وہ اسی جگہ مقتول پایا گیا۔

واضح رہے کہ کون کس جگہ اور کب مرے گا یہ علومِ خمسہ میں سے ہے جس کی خبر حضور علیہ السلام جنگ بدر میں ایک روز قبل ہی دے رہے ہیں۔

حدیث نمبر (۵) مشکوۃ شریف باب مناقب ابی بکر و عمر میں ہے کہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا: **يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ يَكُوْنُ لِأَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ.** یارسول اللہ ﷺ کیا کوئی ایسا بھی ہے جس کی نیکیاں تاروں کے برابر ہوں فرمایا ہاں وہ عمر ہے جس کی نیکیاں تاروں کے برابر ہیں۔

(مشکوة المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر و عمر، الفصل الثالث ص: ٥٦٠)

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو قیامت تک کے سارے لوگوں کے تمام ظاہری اور پوشیدہ اعمال کی پوری خبر ہے اور آسمانوں کے تمام ظاہری و پوشیدہ تاروں کا بھی تفصیلی علم ہے حالانکہ بعض تارے اب تک فلاسفہ کو سائنسی آلات سے معلوم نہ ہو سکے۔ حضور علیہ السلام نے ان دونوں چیزوں کو ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ عمر کی نیکیاں

تاروں کے برابر ہیں۔دو چیزوں کی برابری یا کمی بیشی وہی بتا سکتا ہے جسے دونوں چیزوں کا علم بھی ہواور مقدار بھی معلوم ہو۔

مذکورہ بالا آیات کریمہ اور احادیث شریفہ کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات واحادیث ہیں جو حضور علیہ السلام کے علم کی بیّن دلیل ہیں مگر طوالت کا خیال کرتے ہوئے اختصاراً اسی پر بس کرتا ہوں۔آپ غور کریں اور نیک فہم سے کام لیں۔

جواب نمبر(۴) قرآن وحدیث گواہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات کے لیے قاضی،حاکم اعلیٰ اور مالک ومختارِ دوعالم بنا کر بھیجا۔اور خدائے سبحانہ وتعالیٰ کے عطا کیے ہوئے اختیارات وکمالات کی بدولت امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی انگلی کے ایک اشارے سے آسمان پر چاند کو توڑا،کبھی ڈوبے ہوئے سورج کو واپس موڑا،کبھی سیاہ فام چہرے کو اپنے دست مبارک سے بدر منیر بنایا اور کبھی کسی کو اپنی زبان حق ترجمان سے جنت کا مژدہ سنایا۔

آپ نے اعتراض میں جو آیات کریمہ پیش کیا تھا ان کا مقصود ومفہوم یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ خزائن اللہ کے مالک ہیں،نہ کسی نفع ونقصان کے مالک ہیں اور نہ کسی کو ہدایت دے سکتے ہیں۔ہاں اس کی عطا اور چاہنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام چیزوں کا اختیار رکھتے ہیں اگر یہ توضیح نہ کی جائے تو پھر ان آیات اور احادیث کا مطلب ومقصد کیا ہوگا جن سے حضور کی ملکیت اور ان کے اختیار کا ثبوت ملتا ہے؟۔

واضح رہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ملکیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں بڑا فرق ہے۔اور وہ یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ملکیت حقیقی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت مجازی۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر چیز کا خالق اور مالک حقیقی ہے اور اس کی عطا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک مجازی ہیں۔

اب چند وہ آیات واحادیث ملاحظہ کریں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مالک ومختار

ہونے کی بیّن دلیل ہیں۔

آیت نمبر(۱)　وَمَا نَقَمُوْا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

ترجمہ: اورانہیں کیا برالگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

(پ: ۱۰، سورہ التوبۃ، آیت: ۷۴)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بھی لوگوں کو غنی اور مال دار فرماتے ہیں اور دوسروں کو غنی وہی کرے گا جو خود مال دار ہوگا۔

آیت نمبر(۲)　وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

ترجمہ: اور میرے محبوب پاک ﷺ کی شان تو یہ ہے کہ وہ پاک اور ستھری چیزوں کو حلال اور گندی وناپاک چیزوں کو حرام کرتا ہے۔

(پ:۹، سورہ الاعراف، آیت: ۱۵۷)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو یہ اختیار دے دیا کہ جس چیز کو چاہیں حلال کر دیں اور جس چیز کو چاہیں حرام کر دیں۔

آیت نمبر(۳)　فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ .

ترجمہ: اے محبوب تیرے رب کی قسم کوئی مومن اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے معاملے میں تیری حکومت تسلیم نہ کرے۔

(پ:۵، سورہ النساء، آیت: ۶۵)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام مومن کے ہر معاملے میں قاضی اور حاکمِ اعلیٰ ہیں اور حاکم بے اختیار نہیں بلکہ با اختیار ہوتا ہے۔

آیت نمبر(۴)　قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ: اے ایمان والو! ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اور جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا اس کو حرام نہیں جانتے۔
(پ: ۱۰، سورہ التوبۃ، آیت: ۲۹)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ حضور اکرم ﷺ کی حرام کی ہوئی چیز کو حرام نہ مانیں اور ان کے اختیارات کو تسلیم نہ کریں ایمان والوں پر فرض ہے کہ ان سے جنگ کریں۔ واضح ہو کہ کتا، بلی، گدھا وغیرہ کی حرمت قرآن میں نہیں ملتی احادیث یعنی حضور ﷺ کے فرمان عالی شان ہی سے ملتی ہے۔ جس سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو مالک و مختار بنایا ہے۔

اب چند احادیث کریمہ ملاحظہ کریں۔

حدیث نمبر(۱) مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ".

یعنی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور مجھ کو سونپی گئیں۔

(صحیح البخاری الرقم: ٦٠٦٢، صحیح مسلم الرقم: ٦١١٦، مسند احمد بن حنبل الرقم: ٧٥٧٥، صحیح ابن حبان الرقم: ٢٣٢٤، مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین، الفصل الاول ص: ١٥٢)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رب سبحانہ وتعالیٰ نے حضور ﷺ کو تمام خزانہائے زمین کی کنجیاں عطا فرمائیں اور کنجی مالک ہی کو دی جاتی ہے۔

حدیث نمبر(۲) مشکوۃ کے اسی باب میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور ﷺ نے فرمایا:

"أُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَ الْأَبْيَضَ".

یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو دوخزانے عطا فرمائے گئے ایک سرخ اور ایک سفید۔

(مسند احمد بن حنبل الرقم: ٢٢٤٤٨، جامع الاحاديث الرقم: ٦٨٦٧،جمع الجوامع الرقم: ١٢٣٤١، مشكوة باب فضائل سيد المرسلين، الفصل الاول ص: ١٥٢)

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو تمام سونا اور چاندی عطا فرمائے گئے اور قبضہ بھی دے دیا گیا۔ واضح ہو کہ حدیث کے الفاظ احمر اور ابیض سے مراد سونا اور چاندی ہے جیسا کہ مرقات شرح مشکوۃ میں مذکور ہے۔

حدیث نمبر (۳) بخاری شریف جلد اول صفحہ نمبر: **۲۵۹** میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں ہلاک ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تجھے کس شئی نے ہلاک کیا ہے تو اس نے عرض کی "وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ" کہ میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے مجامعت کر بیٹھا ہوں تو نبی کریم ﷺ نے خدائی فیصلہ کے مطابق ارشاد فرمایا کہ غلام آزاد کرو۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں غلام آزاد نہیں کرسکتا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو مہینے کے متواتر روزے رکھو۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ میں یہ بھی نہیں کرسکتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ساٹھ (٦٠) مسکینوں کو کھانا کھلا دے تو تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ تو اس نے عرض کی میں خود مسکین ہوں تو حضور

اکرم ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ٹوکرا کھجور کا آیا "**قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ**" حضور ﷺ نے فرمایا وہ سوال کرنے والا کہاں ہے؟ تو اس نے عرض کی کہ میں حاضر ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ کھجوروں کا ٹوکرا اٹھا لے اور مدینہ کے غریبوں میں تقسیم کردے تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مدینہ میں مجھ سے زیادہ فقیر اور کون ہوسکتا ہے۔ "**فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ**" اس شخص کی بات سن کر نبی کریم ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک کھل گئے پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ کھجوروں کا ٹوکرا لے جا اپنے بچوں کو کھلا دے تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

(صحیح البخاری الرقم: ۱۹۳۶، مسند احمد بن حنبل الرقم: ۲۷۱۱۴، صحیح ابن حبان الرقم: ۲۹۸، سنن البیهقی الرقم: ۷۸۳۶)

غور کیجئے کہ کفارۂ روزہ کے بارے میں قرآن کا فیصلہ ہے کہ اولاً غلام آزاد کرے یا دو مہینے کے روزے رکھے یا ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ مگر حضور نبی اکرم مختار دو عالم ﷺ اس شخص کو یہ فیصلہ دیتے ہیں کہ یہ کھجور اپنے بچوں کو کھلا دے تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

اب یہاں حق تو یہ تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فوراً حکم دیتا کہ اے میرے محبوب میرے فیصلے کے علاوہ اپنی طرف سے فیصلہ کرنے والا تو کون ہے؟ مگر ایسا نہیں فرمایا گیا اور فرمایا بھی کیسے جاتا جب کہ خدائے سبحانہ وتعالیٰ نے خود فیصلہ کردیا ہوا ہے "**فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ**" یعنی اے میرے محبوب پاک ﷺ آپ اپنی امت

کے حاکم ہیں آپ کا فیصلہ ماننا لوگوں پر ضروری ہے۔ جو تیرے فیصلے کو نہیں مانتا وہ مومن ہی نہیں ہے۔

حدیث نمبر (۴) مشکوۃ شریف کتاب المناسک صفحہ نمبر:۲۲۱ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے تو ایک آدمی نے عرض کی ''أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ'' کہ یارسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو حضور ﷺ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ اس نے تین بار اسی طرح سے اس بات کو دہرایا تو حضور ﷺ نے فرمایا ''لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ'' کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا۔

(صحیح مسلم الرقم: ۳۳۲۱، مسند احمد بن حنبل الرقم: ۱۰۶۱۵، المستدرک الرقم: ۱۷۲۸، صحیح ابن حبان الرقم: ۳۷۰۴، مشکوۃ کتاب المناسک ،الفصل الاول ص: ۲۲۱)

آپ غور کیجیے کہ یہ حدیث پاک اختیار مصطفیٰ ﷺ کی کتنی واضح دلیل ہے کہ آپ کے ہاں کہہ دینے سے ہر سال کے لیے حج کی فرضیت ہو جاتی۔

حدیث نمبر (۵) مشکوۃ باب اخلاق النبی صفحہ نمبر: ۵۲۱ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''يَا عَائِشَةُ ، لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ''

اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں۔

(مسند ابی یعلی الرقم: ۴۷۹۵، جمع الجوامع الرقم: ۹۶۷، مجمع الزوائد الرقم: ۱۴۲۱۰، مشکوۃ باب اخلاق النبی،الفصل الثالث ص: ۵۲۱)

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام ہر طرح مالک و مختار ہیں مگر ظاہر کرنا منظور نہیں۔

جواب نمبر(۵) ہر نبی یقیناً بشر اور انسان ہوتا ہے اور وہ کھاتا بھی ہے اور پیتا بھی ہے، چلتا پھرتا اور نکاح بھی کرتا ہے، اس کی اولاد بھی ہوتی ہے بلکہ بشر ہونے کی حیثیت میں بشریت کے تمام تقاضے اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔مگر محض اس بنا پر ہی نبی کو اپنے جیسا ایک بشر سمجھ لینا نہ صرف بے ادبی اور گستاخی ہے بلکہ کفر ہے اور یہ طریقۂ کفار ہے۔جیسا کہ قرآن شریف میں ہے ''**قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا** '' (سورۂ یٰسین آیت ۱۵) کفار لوگ بولے نہیں ہو تم مگر ہماری طرح آدمی۔قرآن پاک میں دوسری جگہ ہے ''**وَ اَسَرُّوا النَّجْوَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** '' (سورۃ الانبیا آیت ۳) اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورہ کی کہ یہ (محمد ﷺ) کون ہیں؟ ایک تم ہی جیسے آدمی تو ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا ''**قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ** '' یہ آیت پاک اسی پر بس نہیں بلکہ آگے ''**یُوْحٰی اِلَیَّ** '' کی بھی قید ہے۔اسی قید نے نبی کو عام انسانوں سے ممتاز کر دیا۔

حضور اکرم نور مجسم ﷺ انسانوں میں شامل ہیں مگر انسانوں سے ممتاز ہیں کیوں کہ جو انسان ہو کر انسانوں میں ممتاز ہو اس کا تصور کرنا مشکل نہیں اور جو انسان ہو کر انسانوں سے ممتاز ہو اس کا اور اس کے مقام کا تصور کرنا محال ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک بار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''**یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة سوا ربی** '' کہ اے ابوبکر! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کسی نے میری حقیقت کو نہیں پہچانا۔

اگر یہ کہلوایا جاتا کہ میں تم جیسا انسان ہوں مگر تم سے زیادہ بہادر ہوں۔یا تم سے زیادہ فلسفی ہوں۔یا تم سے اچھا شاعر ہوں تو تصور کر لیا جاتا۔کیوں کہ جو انسانوں

میں زیادہ ممتاز ہو اس کا تصور کر لیا جاتا ہے۔ مثلاً رستم، ارسطو اور متنبّی کا تصور کر لینا کوئی مشکل نہیں لیکن جو انسانوں سے زیادہ ممتاز ہو اس کا تصور اور اس کی حقیقت کا سمجھنا اسی صف کے لوگ یا اس سے ارفع و اعلیٰ ہی کر سکتے ہیں، عام انسان نہیں۔ آپ بُو کی کیفیت اور کھانے کی لذت سونگھے اور چکھے بغیر نہیں بتا سکتے تو وہی تو سونگھی اور چکھی بھی نہیں جاتی۔ اسی لیے ''بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ'' پر یقین رکھنے والوں کو ''يُوحٰى اِلَىَّ'' پر بھی نگاہ رکھنی چاہیے اور صوم وصال کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے فرمان عالی شان ''اَيُّكُمْ مِثْلِىْ'' کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

نبی جنس بشر میں آتے ہیں اور انسان ہی ہوتے ہیں، جن یا فرشتہ نہیں ہوتے۔ نبی کی بشریت سے ہرگز ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کیوں کہ نبی کی بشریت سے انکار کفر ہے۔ مگر نبی کو بشر کہنا بھی حرام اور سخت بے ادبی و گستاخی ہے۔ یہ کون نہیں جانتا کہ ماں، باپ کی بیوی ہوتی ہے اور باپ، ماں کا شوہر ہوتا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا مگر باوجود اس کے اگر کوئی بیٹا اپنی ماں کو باپ کی بیوی یا باپ کو ماں کا شوہر کہے تو یقیناً والدین کی سخت بے ادبی و گستاخی ہوگی اور ایسا کہنے والا بے ادب و گستاخ کہا اور سمجھا جائے گا۔

''لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا''.

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (پ:۱۸، سورہ النور، آیت: ۶۳)

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرِ جلالین تحریر کرتے ہیں:

''بِاَنْ تَقُوْلُوْا يَامُحَمَّدُ بَلْ قُوْلُوْا يَا نَبِىَّ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِىْ لِيْنٍ وَتَوَاضُعٍ وَخَفْضِ صَوْتٍ'' رسول کو ان کا نام لے کر نہ پکارو

بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہو اور یہ بھی کہو تو نرمی وتواضع کے ساتھ آواز کو پست کرتے ہوئے۔

(تفسیر الجلالین آیت: ٦٣،الجزء٦/٣٥٣)

تفسیر صاوی میں اسی آیت کے تحت ہے۔

"اَیْ نِدَائَهٗ بِمَعْنٰی لَاتَنَادُوْهُ بِاِسْمِهٖ فَتَقُوْلُوْا یَا مُحَمَّدُ وَلَا بِكُنِيَّتِهٖ فَتَقُوْلُوْا يَا اَبَا الْقَاسِمِ بَلْ نَادُوْهُ وَخَاطَبُوْهُ بِالتَّعْظِيْمِ وَالتَّكْرِيْمِ وَالتَّوْقِيْرِ بِاَنْ تَقُوْلُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا اِمَامَ الْمُرْسَلِيْنَ وَغَيْرَ ذَالِكَ وَاُسْتُفِيْدَ مِنَ الْاٰيَةِ اَنَّهٗ لَايَجُوْزُ نِدَاءُ النَّبِيِّ بِغَيْرِ مَايُفِيْدُ التَّعْظِيْمَ لَا فِيْ حَيَاتِهٖ وَلَا بَعْدَ وَفَاتِهٖ".

(تفسیر الصاوی سورۃ النور ٦٣)

علامہ صاوی فرماتے ہیں کہ اس آیت کے معانی یہ ہیں کہ رسول ﷺ کو ان کا نام لے کر ندا نہ کرنا اس طور سے کہ کہو "یا محمد" اور نہ ان کی کنیت کے ساتھ ندا کرنا اس طرح سے کہ کہو "یا ابا القاسم" بلکہ تعظیم وتوقیر کے ساتھ یوں ندا کیا کرو یا رسول اللہ! اے اللہ کے رسول، یا نبی اللہ! اے اللہ کے نبی، یا امام المرسلین! اے رسولوں کے پیشوا، یا رسول رب العالمین! اے رب العالمین کے رسول، یا خاتم النبیین! اے آخری نبی وغیرہ اور اس آیت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ نبی کو ایسے الفاظ سے ندا کرنا جائز نہیں جن سے تعظیم مفہوم نہ ہوتی ہو۔ نہ دنیوی حیات میں نہ وصال کے بعد۔

غور کیجیے کہ اس آیت مقدسہ اور اس کی تفسیر نے روز روشن کی طرح واضح کر دیا کہ عام انسانوں کی طرح نبی کو پکارنا اور خطاب کرنا جائز نہیں۔ نبی کو مکرم ومعظم الفاظ والقاب کے ساتھ پکارا جائے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو حکم دیا کہ قل انما انا بشر مثلکم کہ اے محبوب تم کہہ دو میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہم امت مصطفیٰ کو حکم نہیں دیا کہ اے میرے محبوب کی امت تم اپنے نبی کو اپنی طرح بشر کہو۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنھوں نے اس آیت پاک کو نبی کی زبان فیضِ ترجمان سے سنا اور نبی کی صورت وسیرت، چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا اور سونا جاگنا اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود نبی کریم ﷺ کو کبھی بھی اپنے جیسا نہ سمجھا اور نہ کہا۔ ثبوت کے لیے احادیث کریمہ ملاحظہ کریں۔

مسلم شریف جلد اول صفحہ نمبر ۳۵ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے ایک مسئلہ پوچھا اور میں دروازہ کے پیچھے سے سن رہی تھی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ایک جنبی آدمی روزہ رکھ سکتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ایسی حالت میں بھی روزہ رکھتا ہوں۔ تو اس صحابی نے عرض کی کہ ''لَسْتَ مِثْلُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ'' کہ یارسول اللہ ﷺ آپ ہمارے مثل نہیں۔

(صحیح مسلم الرقم: ۲۶۴۹، سنن ابی داؤد الرقم: ۲۳۹۱، مؤطا امام مالک الرقم: ۱۰۱۵، مسند احمد بن حنبل الرقم: ۲۶۱۲۵، صحیح ابن حبان الرقم: ۳۴۹۵)

بخاری شریف جلد اول صفحہ نمبر ۷ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے کہ:

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو اعمال کا حکم فرمایا۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''لَسْنَا کَھَیْأَتِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَلَکَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ'' یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے کوئی بھی آپ کے مثل نہیں۔

بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمامی گناہوں کو بخش دیا ہے۔

(صحیح البخاری الرقم: ٢٠، مسند احمد بن حنبل الرقم: ٢٤٣٣٤، مسند الصحابہ الرقم: ٢١٧)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دربار میں اشعار پڑھتے تھے وہ ایک شعر حضور کی بارگاہ میں پڑھتے ہیں۔

اَنۡتَ خَیۡرُ الۡخَلۡقِ خَیۡرُ الۡاَنۡبِیَاءِ خَیۡرُ الرُّسُلِ
لَیۡسَ مِثۡلُکَ مُمۡکِنٌ فِی الۡکَائِنَاتِ یَا رَسُوۡلُ

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تمام مخلوق اور انبیا ورسل میں سب سے بہتر ہیں کائنات میں آپ کے جیسا ہونا ممکن ہی نہیں۔

جب خیر القرون کے رہنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ صحابہ کرام نے نبی کریم کو اپنے جیسا نہ سمجھا اور نہ کہا تو اس دور پرفتن کا انسان اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سمجھے یا کہے تو یہ کہاں تک روا اور حق بجانب ہوگا یا ہے؟ آپ خود غور کریں۔

بخاری شریف جلد ثانی صفحہ نمبر: ۹۱۹، مسلم شریف جلد ثانی صفحہ نمبر: ۳۲۷، مشکوۃ شریف صفحہ نمبر: ۹۷

عَنۡ أَبِی هُرَیۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰی صُوۡرَتِهٖ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔

(صحیح البخاری الرقم: ٦٢٢٧، صحیح مسلم الرقم: ٦٨٢١، صحیح ابن حبان الرقم: ٦١٦٢، مسند احمد بن حنبل الرقم: ٩٩٦٣، مسند الصحابہ الرقم: ٢٥٣)

اس حدیث پاک کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو یہ پورا حق تھا کہ وہ اعلان کرتے کہ اے دنیا والو! میں نعوذ باللہ خدا کے مثل ہوں کیوں کہ خدا نے مجھے اپنی

صورت پر پیدا کیا ہے۔مگر حضرت آدم علیہ السلام نے ایسا اعلان نہیں فرمایا۔ کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ اگر میں نے اس قسم کا اعلان کیا تو نبوت وخلافت تو درکنار ایمان بھی نہیں رہے گا تو اگر حضرت آدم علیہ السلام کا صورت حق پر پیدا ہونے کے باوجود بھی ایسا اعلان کرنا کفر ہے تو اپنے آپ کو امام الانبیا ﷺ کے مثل سمجھنے والوں کا یہ اعلان کرنا کہ میں نبی کی طرح بشر ہوں کیوں کر کفر نہیں ہوگا؟ **واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم.**

آپ کے شکوک وشبہات کے مختصر جوابات میں نے قلم بند کردیئے ہیں آپ سنجیدگی کے ساتھ بنظر عمیق چند بار اس تحریر کو پڑھیں اور ازالۂ شکوک وشبہات کریں۔

نوٹ:۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان پر فرقہ باطلہ والے یہ الزام ڈالتے ہیں کہ وہ تکفیر مسلمین میں بڑے بے باک تھے۔اس سلسلے میں آپ سے میں گذارش کروں گا کہ آپ میرے دیئے ہوئے ان کاغذات کو جو میں نے جنک پور بس اڈہ میں آپ کے عرب جانے کے روز دیا تھا بغور پڑھیں تو واضح ہوجائے گا کہ اعلیٰ حضرت کسی مسلمان کی تکفیر کے سلسلہ میں کتنے بڑے محتاط تھے۔

اب اخیر میں فرقہ وہابیہ ودیابنہ کے عقائد کی ایک جھلک دیکھیں اور غور کریں۔

(۱) خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (براہین قاطعہ)

(۲) اللہ کی شان یہ ہے کہ جب چاہے غیب دریافت کرلے۔کسی نبی ولی جن فرشتے بھوت کو اللہ نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ (تقویۃ الایمان)

(۳) خدا تعالیٰ کو جگہ اور زمانہ اور مرکب ہونے اور ماہیت سے پاک ماننا بدعت ہے۔ (ایضاح الحق)

(۴) خدا تعالیٰ کو بندوں کے کاموں کی پہلے سے خبر نہیں ہوتی۔ جب بندے اچھے یا برے کام کر لیتے تب اس کو معلوم ہوتا ہے۔ (بلغۃ الحیر ان)

(۵) اعمال میں بظاہر امتی نبی کے برابر ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس)

(۶) حضور علیہ السلام کا مثل ونظیر ممکن ہے۔ (یک روزی)

(۷) حضور علیہ السلام کو بھائی کہنا جائز ہے۔ کیوں کہ آپ بھی انسان ہیں۔ (براہین قاطعہ)

(۸) شیطان اور ملک الموت کا علم حضور علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ (براہین قاطعہ)

(۹) حضور علیہ السلام کا علم بچوں پاگلوں جانوروں کی طرح یا ان کے برابر ہے۔ (حفظ الایمان)

وغیرہ ذالک۔

اب میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ مذکورہ بالا عقائد اہل ایمان کے ہوسکتے ہیں؟ اور اللہ ورسول (سبحانہ وتعالیٰ، صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہوسکتا ہے؟

کتبہ: محمد اسرائیل رضوی

۲۴ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ

باب سوم

﴿پس منظر﴾

شاہی حکومت کے قریبی کشمیری نژاد جناب ڈاکٹر محمد محسن نیازی صاحب کاٹھمنڈو کے رہنے والے تھے اور مسلمانوں کے بہت بڑے سیاسی لیڈر مانے جاتے تھے۔ حضرت فخر نیپال صاحب کی ان سے کئی بار کی ملاقات اور باہمی دید وشنید تھی۔

۲۰۵۱ھ بکرمی سال کے اواخر میں جب نیپال میں چند ماہ کے لیے ایمالے پارٹی برسر اقتدار آئی تھی تو اس دوران کاٹھمنڈو سے شائع ہونے والا ہفت روزہ ''سوروچی'' کے پترکار نے ڈاکٹر موصوف سے نیپال اور نیپالی مسلمانوں کے بارے میں ایک انٹرویو لیا تھا جس کو مذکورہ اخبار کے ۷/گتے جیٹھ ۲۰۵۲ھ بکرمی کے شمارہ میں ڈاکٹر صاحب کی تصویر کے ساتھ شائع کیا تھا۔ اخبار میں شائع ہونے والے ان کے جوابات شریعت اسلامیہ کے خلاف تھے۔ حضرت نے اخبار پڑھنے کے بعد بطور تصدیق ان کے پاس ایک خط لکھا جس کا جواب اقرار میں آیا۔ اس کے بعد ان کے جوابات کی تردید اور احکام شرع کی وضاحت قرآن وسنت کی روشنی میں کرتے ہوئے حضرت نے ایک تحریر ان کے پاس بھیجا تھا۔ وہ تمام تحریریں آگے کے صفحات پر ملاحظہ کریں۔

۲۹ جنوری ۱۹۹۵ء

گرامی وقار جناب ڈاکٹر محمد محسن صاحب! سلام مسنون

طالب خیر مع الخیر!

۷ گتے جیٹھ ۲۰۵۲ء ب میں کاٹھمنڈو سے ہفتہ واری شائع ہونے والا ایک اخبار (سوروچی) مجھے دیکھنے کو ملا۔ جس کے اندر ایک انٹرویو کے جواب میں آپ کے کچھ بیانات آپ کی تصویر کے ساتھ درج ہیں۔ منجملہ ان بیانات سے آپ کے کچھ بیانات یہ ہیں۔

(۱) میں کٹر پنتھی مسلمان نہیں ہوں۔

(۲) مسجد میں نماز پڑھنے جانا ضروری نہیں۔ جولوگ مسجد میں نماز پڑھنے جاتے ہیں وہ لوگ کٹر پنتھی ہیں۔اسی لیے میں مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جاتا ہوں۔

(۳) گائے کھانے اور ذبح کرنے کا ثبوت قرآن میں نہیں۔

کیا یہ سب بیانات آپ کے ہیں؟ آپ جلد تر جواب دیں۔ میں شدت سے آپ کے جواب کا انتظار کررہا ہوں۔

فقط والسلام

محمد اسرائیل رضوی

جنرل سکریٹری آل نیپال سنی جمعیۃ العلما

۲۹ جنوری ۱۹۹۵ء

ڈاکٹر محمد محسن نیازی کا خط

۳ جولائی ۱۹۹۵ء کاٹھمنڈو

محترمی محمد اسرائیل صاحب زادلطفہ السلام علیکم

مورخہ ۳۱ جون کا نوشتہ آپ کا نوازش نامہ موصول ہوا۔ کاٹھمنڈو کا ایک ہفتہ واری جریدہ ''سوروچی'' کے ۷ گتے جیٹھ کے نمبر میں مذکورہ جریدہ کے نمائندہ سے ہوئے میرے گفتگو کے شائع شدہ اقتباسات کے سلسلہ میں جو وضاحت آپ نے مجھ سے طلب کیا ہے اس کے لیے میں آپ کا ممنون ہوں!

مگر قبل اس کے کہ اس سلسلہ میں کچھ کہوں میں مذکورہ گفتگو کے اصل مدعا کو یہاں واضح کر دینا لازمی سمجھتا ہوں وہ گفتگو ملک کے موجودہ سیاسی بحران کے متعلق میرے زاویہ نظر کو عوام تک پہنچانے کے مقصد کے تحت ہوئی تھی مگر جریدہ کے نمائندہ نے جو سوالات مجھ سے دریافت کئے تھے ان میں سے چندے نیپالی مسلمانوں کے متعلق بھی تھی۔ مثلاً

سوال نمبر ۱۳ بھارتی خیمہ کا یہ الزام تراشی کہ نیپال ان دنوں پاکستانی تحریک کا آماجگاہ ہوتا جارہا ہے کس قدر حقیقت پر مبنی ہے؟

سوال نمبر ۷ بھارتی خیمہ کا یہ الزام کہ نام نہاد پاکستانی تشدد پسندوں کو آپ کی حمایت حاصل ہے۔ کس قدر درست ہے؟

سوال نمبر ۱۰ ایمالے منتری پر مانند نے گائے کاٹنے دینا چاہیے کہہ کر جو موقف اختیار کیا ہے ایک مسلمان کے ناطے اس کے متعلق آپ کا کیا ردعمل ہے؟

چونکہ مندرجہ بالا سوالات کے میرے جوابات نیپالی زبان میں دیئے گئے ہیں۔ان کا اردو مفہوم آپ کے تحریر کردہ جملوں کے مفہوم سے قدرے مختلف ہے۔ اولاً ان کی تصحیح کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔مثلاً ''میں کٹر پنتھی مسلمان نہیں ہوں'' کے بجائے ''میں قدرے زیادہ کٹر پنتھی مسلمان نہیں ہوں'' کہا گیا ہے۔اسی طرح ''مسجد میں نماز پڑھنے جانا ضروری نہیں'' کے بجائے ''نماز کے لیے مسجد ہی میں جانا میں ضروری نہیں سمجھتا'' مرقوم ہے۔'' گائے کھانے اور ذبح کرنے کا ثبوت قرآن میں نہیں'' کے بجائے گائے کھانا یا ذبح کرنا چاہیے اس کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے'' کہا گیا ہے۔

مکرمی! کٹر پنتھی کا عام فہم معنی ہوتا ہے متعصب، تنگ نظر، انتہا پسند، اس کے ایسا فرد مراد ہے جو اپنے ذات اور نظریہ کے دائرے میں اس حد تک محدود رہتا ہے کہ دوسروں سے انتہا درجہ کے غیریت برتتا ہے۔لہذا اس معنی میں میں اپنے آپ کو کٹر پنتھیوں کے زمرے میں نہیں رکھنا چاہتا۔میرا مسلک صوفی اشیاخ اور ان کے زرخیز روایات سے وابسطہ ہے جنہوں نے غیر مذاہب کے افراد وطبقوں کو اپنے گراں قدر اخلاق، باعمل کردار اور پرخلوص خدمات سے اسلام کا گرویدہ بنایا تھا میں رب العالمین کا بندہ ہوں اور رحمۃ للعالمین کا ادنیٰ امتی وغلام۔لہذا میں ظاہر کو باطن سے اور اقوال کو اعمال سے متوازن رکھنے کی کوشش کرنے والوں کو عزیز رکھتا ہوں میں واجب کی پاسداری اور فرائض میں کوتاہی برتنے والوں سے نہیں۔اور نہ میں دینداری و پارسائی کو دنیا والوں سے خراج تحسین حاصل کرنے کا ذریعہ وسامان بنانے کا قائل ہوں۔ میں اپنے رب کو اس کے محبوب رسول اور اپنے مرشد کو اپنا حقیقی محاسب مانتا ہوں۔دنیا

والے مجھے کس طرح دیکھتے ہیں یا میرے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں ان باتوں پر میں کم توجہ دیتا ہوں۔شاید یہ مختصر سا وضاحت میرے موقف کے متعلق آپ کے شکوک کو رفع کرنے میں معاون ہو۔ایسا ہوسکا تو مجھے بے حد ذہنی سکون حاصل ہوگی۔ مستقبل قریب میں اگر آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا تو متعلقہ ودیگر معاملات کے متعلق تفصیل سے تبادلۂ خیالات کروں گا۔

والسلام

احقر العباد محمد محسن نیازی
۳ جولائی ۱۹۹۵ء

۲ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ
گرامی وقار جناب ڈاکٹر محمد محسن صاحب!

ھدٰیک اللہ الیٰ صراط مستقیم

سلام مسنون

ہفتہ واری ''سوروچی'' جریدہ کے اندر بزبان نیپالی شائع شدہ آپ کے قول و بیان کا مفہوم بزبان اردو میں نے آپ کے پاس تحریر کیا تھا۔ آپ نے میرے تحریر کردہ مفہوم کو اپنے مقصود سے قدرے مختلف بتاتے ہوئے اپنی گفتگو کی خود ہی آپ نے وضاحت کی ہے۔ جو یہ ہے:

(۱) میں قدرے زیادہ کٹر پنتھی مسلمان نہیں ہوں۔
(۲) نماز کے لیے مسجد ہی میں جانا میں ضروری نہیں سمجھتا۔
(۳) گائے کھانا یا ذبح کرنا چاہیے اس کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔

محترم میرے تحریر کردہ مفہوم اور آپ کی وضاحت کے مابین از روئے مفہوم کوئی اختلاف نہیں۔ ہاں قدرے ایسا اختلاف لفظی اور حذف و اضافہ ہے کہ جس سے اختلاف مفہوم نہیں ہوتا بلکہ مفہوم و مقصود اور مطلوب دونوں کے ایک ہی ہیں۔ اگر آپ نظر عمیق ڈالیں گے تو یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی۔

آپ نے ''کٹر پنتھی'' کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر کیا ہے

''میرا مسلک زرخیز روایات سے وابسطہ ہے جنہوں نے غیر مذاہب کے افراد و طبقوں کو اپنے گراں قدر اخلاق، باعمل کردار اور پرخلوص خدمات سے اسلام کا گرویدہ بنایا تھا۔''

آپ کی وضاحت کی روشنی میں آپ سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ

جن کے مسلک اور زرخیز روایات سے وابسطہ ہیں کیا انہوں نے فرمان خدا، ارشادات رسول اور قوانین اسلام سے انحراف اور اس میں ترمیم و تنسیخ کر کے غیر مذاہب والوں کو اسلام کا گرویدہ بنایا تھا؟ یا احکامِ اسلام کی روشنی میں اپنے باعمل کردار اور پرخلوص خدمات سے گرویدہ کیا تھا؟ پھر یہ کہ احکام اسلام سے انحراف، واجب کو غیر واجب قرار دینا ہی باعمل کردار، فرائض کی پاسداری، دینداری اور اسلام کے پرخلوص خدمات ہیں؟ حاشاوکلا ہرگز نہیں ہرگز نہیں!

ملک نیپال جو ایک ہندو راشٹریہ ہے جہاں ملکی پیمانہ پر مسلمان کی اقلیت ہے۔ اس ملک میں آپ کے علاوہ مسلمانوں کا سیاسی لیڈر اوران کی نمائندگی کرنے والا کوئی نہیں ! آپ کہنہ مشق، باصلاحیت اور مسلمانوں کے بہترین سیاسی نمائندہ ہیں اندرون ملک و بیرون ملک غیر مذاہب والے سیاسی لیڈر بھی آپ کو یہی جانتے ہیں۔ بنابریں بھارتی خیمہ نے آپ پر یہ غلط الزام عائد کیا ہے۔ پوری دنیا کے تمام ممالک کے اندر اس سیاست کی کارفرمائی موجود ہے کہ جس قوم کو تباہ و برباد کرنا اور موردالزام ٹھہرانا ہو تو اولاً اس قوم کے لیڈر و نمائندہ کو تباہ کیا جائے اور اس پر غلط الزام تراشی کی جائے۔ آپ دنیا کی اس سیاست سے بخوبی واقف ہیں۔ میں نہ کوئی سیاسی آدمی ہوں اور نہ ہی سیاست سے کوئی دلچسپی رکھتا ہوں۔

غیر مذاہب والے عموماً اور ملک نیپال میں حکومت کرنے والے خصوصاً مسلم اقلیت کے حق میں آپ کی ہر بات کو سند بناتے ہیں اور بنائیں گے، آپ کی تخصیص کو تعمیم پر محمول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جس کی ایک زندہ جاوید مثال ''سوروچی'' جریدہ میں آپ کے بیانات جہاں مرقوم ہیں وہاں سربیان کا یہ جملہ '' नमाज पढ्न मसजिद नै जानु प्रने आवश्क्ता नरहेको बताउनु हुन्छ । '' ہے آپ

کے بیان میں تخصیص ہے کہ ''میں ضروری نہیں سمجھتا'' اور ''سوروچی'' کے ایڈیٹر نے تعمیم کے ساتھ اس کو دنیا والوں کے سامنے پیش کیا ہے۔

محترم ! آپ غور کریں اپنی وضاحت پر کہ آج جب نماز کے لیے مسجد ہی میں جانا آپ کے نزدیک ضروری نہیں ! تو کل ہی یہاں کے غیر مسلم لیڈر اور حکومت کے عہدہ دران آپ کے بیان کو دلیل میں پیش کرتے ہوئے تعمیر مسجد اور اس میں ہونے والی اذان و جماعت پر پابندی عائد کر سکتے ہیں اور مسلمانوں سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ نماز گھر میں پڑھو۔نماز کے لیے مسجد ہی میں جانا ضروری نہیں جیسا کہ تمہارے لیڈر کا بیان ہے۔آخر وہ بھی تو اسلام دھرم ہی کے ماننے والے ہیں۔آپ بخوبی اس بات سے واقف ہوں گے کہ ملک نیپال کی وہ آبادی جہاں غیر مسلم کثیر تعداد میں اور مسلم قلیل تعداد میں آباد ہیں غیر مسلموں کی جانب سے تعمیر مسجد اور اذان میں مزاحمت کی جاتی ہے۔ایسی صورت میں تو آپ کا بیان ان غیر مسلموں کے لیے اور زیادہ معاون ثابت ہوگا اور وہ لوگ یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ مسجد و اذان کی ضرورت نہیں یہ غیر ضروری ہے۔اس طرح بے چارے مسلمان ہمیشہ کے لیے اذان و جماعت سے محروم ہو کر رہ جائیں گے۔غیر مسلموں کی اس پابندی اور مزاحمت کے خلاف قدم اٹھانے والے مسلمانوں کو یہاں کی حکومت تشدد پسند اور انتہا پسند قرار دے سکتی ہے۔کیوں کہ اپنے بیان میں آپ نے جہاں خود کو کٹر پنتھیوں کے زمرے سے الگ بتایا ہے وہیں آپ کے بیان کے سیاق وسباق سے یہ بھی ترشح ہوتا ہے کہ مسجد میں جانے والے کٹر پنتھی ہیں اور کٹر پنتھی کی وضاحت کرتے ہوئے آپ اپنے خط میں رقم طراز ہیں کہ ''اس کا عام فہم معنی ہے متعصب، تنگ نظر، انتہا پسند'' جس کا خلاصہ ہوتا ہے کہ مسجد میں جانے والے متعصب، تنگ نظر اور انتہا پسند ہیں۔حالانکہ

فرمانِ خدا وارشادات رسول پر عمل پیرا حضرات تنگ نظر ومتعصب نہیں ہوتے اس لیے کہ اسلام تعصب اور تنگ نظری کا درس ہر گز نہیں دیتا۔

محترم! آپ نے اپنے اوپر سے رفع الزام اور صفائی کے غیر معقول و غیر مناسب جواب سے ملک نیپال کی مسلم اقلیت کو قعر مذلت میں ڈھکیل دیا جب کہ احکامِ اسلام کے دائرہ میں معقول ومناسب جواب کے ذریعہ بھی آپ پر سے رفع الزام ہوسکتا تھا شعائر اسلام کی حمایت وحفاظت کے ساتھ یہاں کے مسلمان تنگ نظر، انتہا پسند ہونے کے الزام سے بھی بچ سکتے تھے۔ مثلاً جواب یوں بھی دیا جاسکتا تھا کہ مذہب اسلام کے اندر مسجد میں نماز، اذان و جماعت سے پڑھنا ضروری ہے۔ یہ اور بات ہے کہ میں مسجد نہیں جاتا۔ بسلسلہ گائے جواب یوں دیا جاتا کہ گائے ذبح کرنے اور کھانے کا ذکر قرآن میں ہے مگر قانون نیپال میں یہ جرم ہے اس لیے یہاں کے مسلمان ملکی قانون کا پاس وخیال کرتے ہوئے گائے ذبح کرنے اور کھانے سے اجتناب کرتے ہیں کہ گائے ہی کا ذبح کرنا اور کھانا ضروری نہیں۔ اب گائے ذبح کرنے اور نماز کے لیے مسجد کی حاضری ضروری ہونے کے دلائل قرآن وحدیث سے خالصاً لوجہ اللہ میں درج کرتا ہوں آپ بغور ملاحظہ کریں۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً
فَذَبَحُوْهَا.

ترجمہ: اور جب موسی نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمہیں حکم کرتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو تو ان لوگوں نے ایک گائے ذبح کیا۔

(پ:۱، سورہ البقرۃ، آیت: ۶۷)

آپ غور کریں کہ اس آیت پاک میں صراحت کے ساتھ گائے ذبح کرنے

کا ذکر موجود ہے۔

واضح ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اگلی امتوں کو جس چیز کا حکم فرمایا اور مذہب اسلام میں اس کی ممانعت نہیں آئی تو وہ چیز شریعت محمدی میں مشروع ہے۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوْا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ .

ترجمہ : اورقربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کئے۔تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔تو ان پر اللہ کا نام لو (ان کے ذبح کے وقت) ایک پاؤں بندھے تین پاؤں سے کھڑے۔پھر جب ان کی کروٹیں گر جائیں تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔ (پ:۱۷، سورہ الحج، آیت: ۳۶)

اس آیت پاک میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اونٹ اور گائے کی قربانی کرنے کا حکم فرمایا اور یہ کہ ان کا گوشت خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو کھلاؤ۔واضح ہو کہ لفظ ''بدن'' لغات عرب میں اونٹ اور گائے دونوں کو شامل ہے۔جیسا کہ المنجد اور مصباح اللغات میں مرقوم ہے۔

آپ خود غور کریں کہ آپ کے اس قول '' گائے کھانے، ذبح کرنے کا ذکر قرآن مجید میں نہیں'' سے ان آیات بینات کا انکار اور اس سے انحراف لازم آتا ہے یا نہیں؟؟؟ پھر یہ کہ قرآن مجید کی کسی آیت کا انکار کرنا کیسا ہے اور اس پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟؟؟

''وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ''.

ترجمہ: اورنماز قائم رکھواورزکوۃ دواوررکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔
(پ:۱، سورہ البقرۃ، آیت: ۴۳)

اس آیت پاک سے صاف ظاہر ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنی ضروری ہے اور باضابطہ جماعت مسجد میں ہوتی ہے۔

مسلم شریف جلداول صفحہ نمبر:۲۳۲

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلَى هٰؤُلاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ

ترجمہ :عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس سے یہ اچھا معلوم ہو کہ کل خدا سے مسلمان ہونے کی حالت میں ملے تو پانچوں نمازوں پر محافظت کرے جب ان کی اذان دی جائے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے لیے سنن الہدیٰ مشروع فرمائی اور یہ سنن الہدیٰ سے ہے اور اگر تم نے اپنے گھروں میں پڑھ لی جیسے یہ پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں پڑھ لیا کرتا ہے تو تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنت چھوڑ دی اور اگر اپنے نبی ﷺ کی سنت چھوڑ وگے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

(صحیح مسلم الرقم: ۱۵۲۰، سنن ابی داؤد الرقم: ۵۵۰، سنن النسائی الرقم:۸۵۷)

بخاری شریف جلداول باب وجوب صلوۃ الجماعۃ مسلم شریف جلداول صفحہ۲۳۲

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ إِنَّ أَثْقَلَ صَلاةٍ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلاةُ الْعِشَاءِ وَصَلاةُ الْفَجْرِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا

لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِيَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حُطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لا يَشْهَدُونَ الصَّلاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا منافقین پر سب سے گراں نماز عشا اور فجر ہے اور اگر جان لیتے کہ اس میں کیا ہے تو گھسٹتے ہوئے آتے اور بے شک میں قصد کیا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں پھر کسی کو امر فرماؤں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اپنے ہمراہ کچھ لوگوں کو جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں ان کے پاس لے کر جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو ان پر آگ سے جلا دوں۔

(صحیح البخاری الرقم: ٢٤٢٠، صحیح مسلم الرقم: ١٥١٤، سنن ابی داؤد الرقم: ٥٤٨، سنن ابن ماجه الرقم: ٧٩١)

غور کیا جائے کے اول الذکر حدیث شریف سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا سنن الھدیٰ اور نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور گھر ہی میں عادتاً نماز پڑھنے والا تارکِ سنت و گمراہ ہے۔ اور ثانی الذکر حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مسجد میں نماز کے لیے حاضر نہیں ہونے والوں پر حضور ﷺ سخت ناراض ہوتے تھے حتیٰ کہ ان کے گھروں کو آگ سے جلا دینے کا قصد فرما لیتے تھے باجود کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور آپ کی صفت بالمؤمنین رؤف رحیم ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان دونو احادیث کریمہ سے صاف ثابت ہے کہ نماز کے لیے مسجد جانا واجب وضروری ہے۔ اگر نماز کے لیے مسجد جانا ضروری نہیں ہوتا تو نبی کریم ﷺ جو مومنوں پر رؤف رحیم ہیں جن پر اپنی امت کا مشقت میں پڑ جانا گراں ہے وہ نبی ﷺ

جماعت سے پیچھے رہ جانے والوں پراس قدر ناراضگی ظاہر نہیں فرماتے۔

آپ نے اپنا جوقول و بیان دیا ہےاوران کو میرے پاس بھی تحریر کیا ہے ان بیانات سے مذکورہ بالا آیات مقدسہ اوراحادیث صحیحہ کا خلاف وانکار لازم آتا ہے۔ لہذا خالصاً لوجہ اللہ آپ کی خیرخواہی کے پیش نظر میں گذارش کرتا ہوں کہ بلا پس وپیش اور چوں چرا فی الفور اپنے قول و بیان سے رجوع وتوبہ کریں تا کہ عنداللہ آپ ماخوذ نہ ہوں اور دنیوی عزت وعظمت کے ساتھ اخروی فلاح و بہبود حاصل ہو۔

اگر آپ کو میری تحریر سے اطمینان کلی حاصل نہ ہوتو بعینہ وبلفظہ اپنے قول و بیان کو تحریر کر کے کسی بھی دارالافتا سے حکم شرع معلوم کر سکتے ہیں۔آپ اپنا تائثر ضرور ارسال کریں۔

محمد اسرائیل رضوی
جنرل سکریٹری آل نیپال سنی جمعیۃ العلما
وخادم رضوی دارالافتا دارالعلوم قادریہ علی پٹی
ضلع مہوتری، نیپال
۲ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

تم بحمد اللہ

مآخذ ومراجع

القرآن الکریم: کلام باری تعالیٰ
کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن: امام احمد رضا خان فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ
صحیح بخاری: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ
صحیح مسلم: امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ
جامع ترمذی: امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ
سنن ابی داؤد: امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ
سنن نسائی: امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ
سنن ابن ماجہ: امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ
مؤطا امام مالک: امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ
مسند احمد بن حنبل: امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ
مصنف ابن ابی شیبہ: امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ
سنن الدارمی: امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ
مسند ابی یعلیٰ: حافظ احمد بن علی مثنیٰ تمیمی متوفی ۳۰۷ھ
سنن البیہقی: امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ
المستدرک للحاکم: امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ
مشکوۃ المصابیح: شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی متوفی ۷۴۲ھ
جامع الاصول: امام ابوالسعادات مبارک بن محمد بن اثیر متوفی ۶۰۶ھ
صحیح ابن حبان: امیر علاؤالدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ
مجمع الزوائد: حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ
جامع الاحادیث: علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

جمع الجوامع:	علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ
مرقاۃ المفاتیح:	ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ
معالم التنزیل:	محیی السنۃ ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی متوفی ۵۱۶ھ
تفسیر کبیر:	امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ
تفسیر خازن:	علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ
تفسیر جلالین:	علامہ جلال الدین محلی متوفی ۸۶۴ھ / سیوطی متوفی ۹۱۱ھ
حاشیۂ جمل:	علامہ سلیمان بن عمر بن منصور العجیلی الشافعی متوفی ۱۲۰۴ھ
حاشیۂ صاوی:	علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۴۱ھ
مدارک التنزیل:	علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ
تفسیر ابن کثیر:	حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ
تفسیر روح البیان:	علامہ اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ
شرح عقائد نسفی:	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ
فتاویٰ شامی:	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ
فتاویٰ رضویہ:	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی ۱۳۴۰ھ
براہین قاطعہ:	خلیل احمد انبیٹھی متوفی ۱۳۴۶ھ
بلغۃ الحیران:	حسین علی متوفی ـــ
تحذیر الناس:	محمد قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ
حفظ الایمان:	اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۴ھ
تقویۃ الایمان:	اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ
صراط مستقیم:	اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ
ایضاح الحق:	اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ



Publish by

DARUL ULOOM QADRIA MISBAHUL MUSLEMIN

Ali Patti, Mahottari, Nepal